گُل زارِ اہلِ بیتؑ

(گل ہائے مناقب وسلام)

ریاض ندیم نیازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پھیلا ہے کائنات میں انوارِ اہلِ بیتؑ
لوگو سدا بہار ہے گُل زارِ اہلِ بیتؑ

گُل زارِ اہلِ بیتؑ

جدّتِ اسلوب کا شاعر

حمد و نعت کے حوالے سے بات کی جائے تو ریاض ندیم نیازی اب ان اصناف کے صفِ اوّل کے شعراء میں شمار ہونے لگے ہیں۔ ریاض کی ریاضتِ فن اور لگن کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اب جو انھوں نے خاکِ درِ اہلِ بیتؑ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کی سعی کی ہے تو یہاں بھی ریاض کا انداز منفرد اور اسلوب جداگانہ ہے۔ اہلِ بیتؑ کی مدح میں شعر کہنا کلام پر مکمل گرفت اور جذبے کی کاملیّت کے بغیر ممکن نہیں لیکن ریاض یہاں بھی سرخرو رہے ہیں۔ سو اِن کے لئے دل سے دُعا ہی دُعا نکلتی ہے۔

خالد شریف

گل زارِ اہلِ بیتؑ

(گل ہائے مناقب و سلام)

ریاض ندیم نیازی

باذوق لوگوں کے لیے
ہماری کتابیں
خوبصورت کتابیں
تزئین و اہتمام اشاعت
خالد شریف

جملہ حقوق بحق آمنہ نیازی و علی نیازی محفوظ ہیں

ضابطہ

نام کتاب	:	گل زارِ اہلِ بیتؑ
شاعر	:	ریاض ندیم نیازی
بارِ اوّل	:	۲۱ر اگست ۲۰۲۰ء بہ مطابق یکم محرم الحرام ۱۴۴۲ھ
کمپوزنگ	:	طارق محمود / سید محمد عبداللہ عدیل سلطانی
ناشر	:	ماورا پبلشرز' لاہور
طابع	:	شرکت پرنٹنگ پریس' لاہور
ہدیہ	:	1000/- روپے
سعودی عرب	:	20 ریال
دیگر ممالک	:	10 امریکی ڈالر

خوبصورت کتب کی اشاعت کے لیے رابطہ

MAVRA BOOKS

60-The Mall, Lahore.

خالد شریف

Mob: 0300-4020955

e-mail: **mavrabooks@yahoo.com**

اِنتساب

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات
سرکارِ دوعالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم،
آپؐ کی آلِ اطہار اور
شہدائے کربلا کے نام!

ریاض ندیم نیازی
0300-3701617

سوانحی خاکہ

نام: ریاض ندیم نیازی **والد کا نام:** شاہ نواز خان نیازی
جائے پیدائش: سبی (بلوچستان) **تعلیم:** ایم۔اے صحافت (بلوچستان یونی ورسٹی کوئٹہ)
ذریعہِ معاش: سرکاری ملازمت **مستقل سکونت:** سبی بلوچستان
تالیفات: نعتوں، غزلوں اور اشعار پر مشتمل 70 انتخاب ، بچوں کے لیے دو کتابیں
تصنیفات: خوش بو تریؐ جوئے کرم (نعتیہ مجموعہ، محسنؔ نقوی ایوارڈ)
ہوئے جو حاضر درِ نبیؐ پر (نعتیہ مجموعہ) ، تمھیں اپنا بنانا ہے (شعری مجموعہ)
بحرِ تجلیات (نعتیہ مجموعہ)، چمن زارِ حمد و نعت (نعتیہ مجموعہ) قومی صدارتی سیرت ایوارڈ ۲۰۱۹ء
جو آقاؐ کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں (قومی صدارتی سیرت ایوارڈ، صوبائی سیرت ایوارڈ) ۲۰۱۵ء-۱۴۳۶ء
یادوں کے بھنور (شعری مجموعہ)، فیضانِ اَولیا، کُن فیکون، ساوے گنبد دی چھاں

﴿تحقیقی مقالات﴾

۱- ریاض ندیم نیازی کی ادبی خدمات مقالہ نگار: ارم مشتاق (ایم فل اردو) جی سی یونی ورسٹی فیصل آباد
۲- ریاض ندیم نیازی کی شاعری کا موضوعاتی و اسلوبیاتی جائزہ مقالہ نگار: عنبرین بٹ (ایم اے اردو) نمل یونی ورسٹی اسلام آباد
۳- ریاض ندیم نیازی کی نعت کا مطالعہ مقالہ نگار: محمد افضل (ایم اے اردو) گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی لاہور
۴- ریاض ندیم نیازی کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ مقالہ نگار: فیض محمد (ایم اے اردو) بلوچستان یونی ورسٹی، کوئٹہ

﴿دینی و سماجی مصروفیات﴾

سیکرٹری جنرل	انجمن عندلیبانِ ریاضِ رسولؐ (پاکستان) سبی
مرکزی و ضلعی سیکرٹری نشر و اشاعت	دست گیر ٹرسٹ پاکستان و حضرت غلام دست گیر اکادمی (پاکستان)
جنرل سیکرٹری	حلقہِ پاسبانِ حرف (پاکستان)
سیکرٹری نشر و اشاعت	دستک ادبی سنگت سبی و تھنکرز فورم سبی
چیئرمین شعبہِ حمد و نعت	سنگت ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) سبی
اعزازی نمائندہ	جنگ کوئٹہ جیو نیوز
اعزازی رکن	نعت کالج کمیٹی کراچی/ کوئٹہ رائٹرز فورم کوئٹہ، ادب سرائے ساہیوال
مجلسِ مشاورت	سہ ماہی رنگِ ادب کراچی
رابطہ	ندیم نیازی لائبریری مسجد روڈ سبی، پاک اسٹیشنری و اسپورٹس جوہر روڈ، سبی
سیل نمبر	0333-3701617 - 0300-3701617
فون و فیکس	083-3500122 - 0321-8320100

فہرست

☆ گل زارِ اہلِ بیتؑ — افتخار عارف — ۱۱

☆ عقیدہ وعقیدت کا مظہر۔۔ — حسن عسکری کاظمی — ۱۲

☆ اہلِ بیتؑ کا منتخب کیا گیا شاعر۔۔ — سید نوید حیدر ہاشمی — ۱۸

☆ عاشقِ رسولؐ، مُحبِّ اہلِ بیتؑ — میر چنگیز خان چانڈیو — ۲۰

☆ حروفِ سپاس — ریاض ندیم نیازی — ۲۱

☆ ہر اک بیمار کو لازم دوائیں بانٹ دیتا ہے (حمدِ باری تعالیٰ) — ۲۳

☆ وفاداری کو میری غم گسارِ کربلا کر دے (حمد و مناجات) — ۲۵

☆ دیدار کرادیجیے، حسنینؑ کے ناناؐ (نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) — ۲۷

☆ نبیؐ کے وطن کی عجب بات ہے (نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) — ۲۹

مناقب وسلام:

☆ شجاعت کے تھے پیکر آپؑ کے والد (حضرت عبداللہؑ) — ۳۱

☆ وہ وجودِ پاک، نورِ عالمِ امکاں رہا (سیّدہ حضرت بی بی آمنہؑ) — ۳۳

☆ کونین ہے صدف تو گُہر اُس کا خدیجہؑ (ملیکۃُ العرب خدیجۃُ الکبریٰؑ) — ۳۵

☆ ہے دل میں میرے عقیدت امیر حمزہؑ کی (حضرت امیر حمزہؑ) — ۳۷

☆ حق و باطل میں ہیں پہچان امیرِ حمزہؑ — ۳۹

☆ دیکھنا ہو جسے کردار ابوطالبؑ کا (حضرت ابوطالبؑ) — ۴۲

☆ دل کی نوا یہی ہے، ’’مرا ناخدا، علیؑ‘‘ — ۴۳

☆ جو بند ہوتا تری روشنی کا دروازہ — ۴۵

☆ ثواب میں ہمیں ملتا رہا علیؑ کا نام — ۴۷

☆ جشنِ مولودِ کعبہ مناتے ہیں ہم — ۵۰

☆ دیکھیے تو یہ عظمت علیؑ کی — ۵۲

☆ قلب و جاں روشنی بام و در روشنی — ۵۴

☆ ہر ایک شب کی ہیں ظلمت میں ضو نہاد علیؑ — ۵۶

☆ تُو وہ اَرفع ہے کہ سب تجھ کو علیؑ کہتے ہیں — ۵۹

☆ حیدرؑ سا جَری تم نے بھی دیکھا نہیں ہوگا — ۶۱

☆ عرفانِ علیؑ جس میں سمایا نہیں ہوگا — ۶۳

☆ تاریخ میں ایسا کوئی پیکر نہیں ہوگا — ۶۵

☆ علیؑ ہیں مُحبِّ رسولِؐ خدا — ۶۷

☆ میرے قلم سے لکھی ہوئی شاعری علیؑ — ۶۹

☆ لرزاں ہیں جس سے ظُلمتیں وہ روشنی علیؑ — ۷۱

☆ شعلۂ علم بُجھا سکتا نہیں حیدرؑ کا — ۷۳

☆ سفر ہُوا ہے مُعتبر، علیؑ بھی ہیں حُسینؑ بھی — ۷۵

☆ احسان مند سارا جہاں فاطمہؑ کا ہے — ۷۷

☆ سر پر ترے حضورؐ کا سایہ ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا — ۷۹

☆ گود میں حضرت خدیجہؑ کے پلی ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا — ۸۲

☆ نام ہے کتنا مقدس درحقیقت فاطمہ سلام اللہ علیہا — ۸۴

☆ فضیلت کی جہاں میں کہکشاں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی — ۸۶

☆ سلام لیجیے یا حضرتِ امام حسنؑ — ۸۸

☆ ہیں شفا ہی شفا جنابِ حَسنؑ — ۹۰

☆ بہاروں کی ٹھنڈی پَوَن ہیں حَسنؑ — ۹۱

☆ کہتی ہے جس کو خلقِ خدا، فاطمہؑ کا چاند — ۹۳

☆ پھیلا ہے کائنات میں انوارِ اہلِ بیتؑ — ۹۵

☆ جب حُسینؑ ابنِ علیؑ ہیں باغبانِ اہلِ بیتؑ — ۹۷

☆ سوچو تو کون شخص ہے نانا حسینؑ کا ۹۹

☆ ہے مثلِ سخاوت علی حیدرؑ کا گھرانا ۱۰۱

☆ مولا علیؑ کی آنکھ کے تارے حسینؑ جی ۱۰۳

☆ ہو رہا ہے جس کو بھی دُنیا میں عرفانِ حسینؑ ۱۰۵

☆ ظلم و ستم کی بھیڑ میں رستہ بنا لیا ۱۰۷

☆ جب سے غمِ حسینؑ ضمانت ہے جان کی ۱۰۹

☆ نسبت ہوئی ہے جس کو بھی مولا حسینؑ سے ۱۱۱

☆ پہچان لی ہے جس نے بھی عظمت حسینؑ کی ۱۱۳

☆ کربلا راستہ حسینؑ کا ہے ۱۱۵

☆ وفا کی راہ میں پہلا قدم حسینؑ کا ہے ۱۱۷

☆ یوں زندگی کا مان بڑھایا حسینؑ نے ۱۱۹

☆ رہیں گے اہلِ جہاں کو ہمیشہ یاد حسینؑ ۱۲۱

☆ آ رہی ہے مجھ کو ہر اک سانس پر یادِ حسینؑ ۱۲۳

☆ درخشاں ایسا ہے کردار کا ستارہ حسینؑ ۱۲۵

☆ ہے بُلند آج بھی صدائے حسینؑ ۱۲۷

☆ بنیاد صبر و عشق ہیں تعمیر ہیں حسینؑ ۱۲۹

☆ کردارِ مُصطفیٰؐ کا ستارا حسینؑ ہے ۱۳۱

☆ چھیڑا ہے جب بھی تذکرہ زہراؑ کے لال کا ۱۳۳

☆ زہراؑ کا کوئی چاند اگرچہ بچا نہیں ۱۳۵

☆ گُل زار ہے علیؑ کا تو زہراؑ کا پھول ہے ۱۳۷

☆ دِیں کی بقائے دائمی، سِبطِ رسولؐ ہے ۱۳۹

☆ جہاں میں پھرتے ہیں جو لوگ سر اُٹھائے ہُوے ۱۴۱

☆ ہستی کو مُدام کر رہا ہوں ۱۴۳

☆ بیان عظمتِ شبیرؑ کرتا رہتا ہوں ۱۴۵

☆ میرا دل اور نظر، عشق ہے ۱۴۷

☆ آقاؐ کے نواسے کا جو غم دل میں مکیں ہے ۱۴۹

☆ تمام قوموں کا حال پڑھیے، کہیں کوئی کربلا نہیں ہے ۱۵۱

☆ بُرائیوں سے چلن زندگی کا بھر جاتا ۱۵۳

☆ میرے الفاظ میں شبیرؑ کا غم بولتا ہے ۱۵۵

☆ رُک نہیں سکتا کسی سے بھی یہ بہتا پانی ۱۵۷

☆ اپنے سینوں میں جو شبیرؑ کا غم رکھتے ہیں ۱۵۹

☆ اے امامِ حقؑ تری اسلام داری کو سلام ۱۶۱

☆ رسولِ پاکؐ کے مقصد کا نام ہے زینب سلام اللہ علیہا ۱۶۲

☆ صبر کی پاس دار ہیں زینب سلام اللہ علیہا ۱۶۴

☆ جب ہوئی میری رسائی آپ سلام اللہ علیہا کے دربار تک ۱۶۶

☆ حضرت عباسؑ غازی ہے، بلند اطوار ہے ۱۶۸

☆ سیّد الساجدین جنابِ زین العابدینؑ ۱۷۰

☆ حضرت امام جعفر صادقؑ ۱۷۲

☆ کوئی تیرا نہیں جواب اکبرؑ ۱۷۴

☆ تُو ہر آئینے کی تصویر اصغرؑ ۱۷۶

☆ حضرت مُسلم بن عقیلؑ ۱۷۸

☆ اِتنے نوحے چشمِ تر سے پیاس پر لکھے گئے ۱۸۰

☆ کربل کا ہو کس مُنہ سے بیاں ہائے سکینہؑ ۱۸۲

☆ جنّت کا یہ آرام شہیدوں کے لیے ہے ۱۸۴

☆ ہے خاکِ فرش عرش نُما خاکِ کربلا ۱۸۶

☆ اگرچہ عہدِ رفتہ کی ہے ہر ایک بات کربلا ۱۸۸

☆ ہر اک پہ ہُوا تیرا اثر شامِ غریباں ۱۹۰

گل زارِ اہلِ بیتؑ

اُردو کے معروف شاعر جناب ریاض ندیم نیازی حمد ونعت وسلام ومنقبت پر مبنی کلام لے کر اہلِ علم وفن اور صاحبانِ عقیدہ وعقیدت میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے لیے یہ طمانیت اور افتخار کا محل ہے۔ میرا ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے کہ اللہ کریم کے منتخب بندوں کی مدح وستایش اُس کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ سعادت کا ملنا اِذن واجازت سے مشروط ہوتا ہے۔

ریاض ندیم نیازی کا نتیجۂ فکر مجموعۂ گل ہائے عقیدت ''گل زارِ اہلِ بیت'' بھی خاصے کی چیز ہے۔ موضوع کی مقررہ حدود میں رہتے ہوئے ایک ایک پھول کا مضمون سو سو رنگ سے باندھا گیا ہے۔ سبحان اللہ! کیا روانی ہے، کیا خلوص ہے، کیسا جذبہ ہے۔ دریائے عقیدت بہتا چلا جا رہا ہے، جذبات کی لہریں ہیں، احساسات کے ہلکورے ہیں، خیالات کا تموّج ہے مگر بہاؤ کی تیزی کناروں کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ رفتارِ آب سیلاب میں تبدیل نہیں ہوتی۔ بہت سنبھل کر، بہت بچ کر، پوری احتیاط کے ساتھ، حفظِ مراتب اور شان ومقام کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک ایک لفظ کا انتخاب۔ جو ذرّہ جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے۔

ریاض ندیم نیازی کے حمد ونعت پر مشتمل پانچ مجموعے ''خوش بو تریؐ جوئے کرم''، ''ہوئے جو حاضر درِ نبیؐ پر''، ''بحرِ تجلّیات''، ''جو آقاؐ کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں''، ''چمن زارِ حمد ونعت'' اور غزلوں کے دو مجموعے ''تمھیں اپنا بنانا ہے''، ''یادوں کے بھنور'' ساری اُردو دنیا میں عزت واحترام کی نظر سے دیکھے اور پڑھے جاتے ہیں۔ خانوادۂ نور کی قدسی صفات بارگاہوں میں عقیدت کے یہ نذرانے قبول ہو جائیں تو سمجھیں یہ دنیا وآخرت کے لیے بڑی دولت ہاتھ آئی۔ اللہ کریم توفیق ارزانی کرے گا اور اسی طرح ان کو دامانِ اہلِ فضیلت سے وابستہ رکھے گا۔

افتخار عارف

ستارۂ امتیاز، ہلالِ امتیاز

عقیدہ وعقیدت کا مظہر ''گل زارِ اہلِ بیتؑ''

عقیدت اور محبت کسی کی میراث نہیں، یہ عطائے خداوندی ہے وہ جسے چاہے نوازے، دنیا میں مذاہب اَن گنت ہیں مگر دین صرف ایک ہے جو آغاز سے صبحِ قیامت تک ایک رہے گا۔ دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور اس کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین وہی دینِ حق ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک آیا اور مکمل دین کہلایا۔ اس دین کی خاطر جو صعوبتیں حضور اور ان کے گھرانے کو اُٹھانا پڑیں وہ ایک تاریخ ہے۔ عالمِ اسلام کے محسنوں کی قربانیاں یادگار ہیں۔ شعبِ ابو طالبؑ میں گزارے ہوئے دنوں سے کربلا کے صحرا میں اس گھرانے کی عظیم المرتبت ہستیوں نے طاغوتی قوتوں کے سامنے حق وصداقت کا علم سرنگوں نہ ہونے دیا اور کربلا سے کوفہ وشام کے درباروں میں کلمۂ حق بلند کرنے کی روایت کو زندہ رکھا، قامتِ نیزہ پر امام عالی مقام نواسۂ رسولِ مقبولؐ نے تلاوتِ قرآن کا اعجاز پیش کر کے یہ ثابت کیا کہ ہم اہلِ بیتِ نبیؐ اور قرآن ایک دوسرے سے جدا نہیں، قید وبند میں مبتلا رہ کر بھی سید الساجدین اور زینبؑ بنتِ علیؑ کے پائے استقامت میں لرزش نہیں آئی، اِن کے خطبات کی صداقت اور حرفِ حق بلند کرنے کے نتیجے میں اِس گھرانے کی عظمت اور حضور نبی مکرمؐ سے نسبت کے حوالے سے ہمارے شعراء نے اپنی عقیدت اور محبت کے اظہار میں جو کچھ لکھا اسے ہر دور میں پذیرائی ملی۔ ہمارے عہدِ سخن وری میں ایک نام ریاض ندیم نیازی کا ہے جس نے ہر صنفِ سخن میں اپنے خیالات کا اظہار کیا، نعت، غزل اور منقبت سے اس کی پہچان ہوئی، وہ بلوچستان کا نمائندہ شاعر ہے اسے بہت سے ایوارڈ ملے آج بھی ریاض ندیم نیازی کا تخلیقی سفر جاری ہے اور اس سفر میں

"گل زارِ اہلِ بیتؑ" کی خوش بوئے جاں فزا کو مشامِ جاں بنانا اس کا اعزاز ہے:

پھیلے ہیں کائنات میں انوارِ اہلِ بیتؑ
لوگو سدا بہار ہے گل زارِ اہلِ بیتؑ

اس مجموعۂ سلام و منقبت میں جو سرمایۂ مودّت یک جا کیا ہے اس میں سب سے اوّل حضرت عبداللہ والدِ گرامی، حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا والدۂ گرامی حضرت رسالت مآب محمد مصطفٰے صلی اللہ و آلہ وسلم کی مدحت کا اظہار اس حرفِ تمنّا کے ساتھ کیا ہے کہ یہ تمنا ہر کلمہ گو کے دل میں بھی ہوئی ہے:

میں عرب جاؤں تو حاضر ہوں مزارِ قُدس پر
زندگی بھر میرے دل میں بس یہی ارماں رہا
دل نبیؐ کی والدہ کے ذکرِ پُرانوار سے
میں نے دیکھا ہے ہمیشہ آئینہ ساماں رہا

حضرت ابوطالب علیہ السلام نگہبانِ رسالت، سراپا شفقت سیّد و سردارِ مکہ، محافظِ دُرِّ یتیمؐ، وارثِ دینِ براہیمی نگہدارِ حرم اور خطبہ خوانِ عقدِ پیغمبرؐ کا یہ احسان ہے کہ ملکیۂ العرب سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کو اپنی بہو بنا کر لائے، ان کی دولت اور کاروبار کا انتظام و انصرام بہ طریقِ احسن ان کے بھتیجے نے بنا کر رکھا اور شادی خانہ آبادی کے بعد حضرت خدیجہ نے وہ سب مال و منال آپ صلعم کے قدموں میں ڈال دیا اسلام کی قوت کی خشتِ اول اُم المومنین حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے ہاتھوں رکھی گئی ریاض ندیم نیازی کمال عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہِ اُم المومنین میں چند اشعار کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو قاری پر وجد طاری ہوجاتا ہے:

کونین ہے صدف تو گہر اُس کا خدیجہؑ
منزل رسولِ پاک، سفر اُس کا خدیجہؑ

"گل زارِ اہلِ بیتؑ" جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ایسا چمنستانِ عقیدت ہے جس میں

نہایت پاکیزہ پھولوں نے فضا کو معطر کردیا ہے۔ مولائے کائنات امیرالمومنین حضرت علیؑ ابنِ ابی طالب کی مدحت نگاری میں ریاض ندیم نیازی کا قلم وہ حقائق پیش کرتا ہے جن پر ان کے کردار نے مہرِ تصدیق ثبت کردی ہے۔

جس کو نہیں تھی دولتِ دنیا کی احتیاج
کہتے ہیں اُس کو صاحبِ فقر و غنا علیؑ
بے شک ہیں آپؑ آئینۂ خُلقِ مصطفٰےؐ
دیکھا ہر اِک کو، آپ کا مدحت سرا علیؑ

حضور نبیؐ مکرم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم اور آپ کی آغوشِ محبت میں تربیت پاکر پروان چڑھنے والے علی و بتولِ پاک اور ان کی اولادِ معصومین وہ عظیم المرتبت ہستیاں ہیں کہ ان کی رگوں میں وہی خون گردش کررہا تھا، یہی وہ مبارک گھرانہ ہے کہ جس کا ہر فرد منفرد ہے، ریاض ندیم نیازی نے دیکھا کہ دشمن بھی ان افراد کی عظمتِ کردار کا معترف ہے، امام حسنؑ سبز قبا نے امت کو فتنہ و فساد سے بچانے کی خاطر جو معاہدہ کیا وہ تاریخ میں رقم ہے کہ مخالف فریق اس پر کاربند نہ رہا۔ امام حسن علیہ السلام نے جو قبائے حکومت اتار پھینکی تھی وہ آج تک امن و اماں کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔

حسنؑ کی صلح کا اتنا سا بس خلاصہ ہے
جہاں میں امن و اماں کا ہے ایک نام حسنؑ

منقبت، مدحت نگاری اور سلام معنوی اعتبار سے اظہارِ عقیدت و مودّت کی وہ تائیدی نور افشانیاں ہیں جو باہمی طور پر مربوط ہیں کہ ان میں زیرِ کساء افرادِ معصومین کی حمد و ثنا کا اہتمام کیا جاتا ہے جب اہلِ بیتِ نبوت کی محبت کا چراغ شاعر کے حجلۂ جاں میں روشن ہوتا ہے تو کام میں اثرانگیزی ہونا ناگزیر ہے۔ ریاض ندیم نیازی محبِّ اہلِ بیتؑ ہونے کے ناطے جب "باغبانِ اہلِ بیت" کے ذیل میں اظہارِ خیال کرتا ہے تو اس کے منہ

سے پھول جھڑتے ہیں:

چین سے ہیں پُرسکوں ہیں حامیانِ اہلِ بیتؑ
سب جہنم کو بھریں گے دشمنانِ اہلِ بیتؑ

خود سفینے کو لیے طوفان ساحل تک گیا
جب سمندر میں کھُلا ہے بادبانِ اہلِ بیتؑ

علیؑ سے روشنی سارے جہاں میں پھیلی ہے
مِرے لیے ہیں وہی روشنی کا دروازہ

جناب سیدہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں اور حسنین شریفین علیہم السلام جنت کے جوانوں کے سردار ہیں ان ہستیوں کا مقام و مرتبہ اتنا بلند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا پاک و پاکیزہ کیا کہ ہر نجاست کو ان سے ہمیشہ کے لیے دور کر دیا۔ وہ سب آئینۂ یک دگر ہیں، حضور رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے اور جس نے میری بیٹی فاطمہؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ ریاض ندیم نیازی نے عقیدت میں ڈوب کر ''حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے حضور'' ایسی ایسی منقبت بیان کی جس میں اثاثۂ نبوت کے حوالے سے ایک منفرد عقیدے پر روشنی ڈالی ہے

آقاؐ کے ہر اثاثے کی مالک ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا
سب کچھ یہاں بغیرِ گماں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے
سردار ہیں وہ ساری خواتینِ خلد کی
سارے کا سارا باغِ جناں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے

لاریب خاندانِ رسالت مآبؐ اپنی مثال آپ ہے جس کے ہر فرد سے تقدیرِ حیات وابستہ ہے۔ عالمِ اسلام بجا طور پر آلِ اطہار پر فخر کرسکتا ہے کہ یہاں ایسے رخشندہ اور تابناک

کردار کے حامل افراد موجود ہیں جن کی تربیت کے لیے خاص اہتمام یہ کیا گیا کہ سب کے سب آغوشِ رسالت کے پروردہ ہیں سب نے پہلی غذا حضور نبی کریمؐ کے لعابِ دہن سے حاصل کی۔ یہ انوارِ پنج تن ہیں بیدمؔ وارثی نے انھیں مقصودِ کائنات قرار دیا اور حضرت سیدہ طاہرہ جنابِ فاطمہ زہرا کو مرکزِ عصمت وطہارت ثابت کیا۔

بیدمؔ یہی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات
خیرالنساءؑ، حُسینؑ و حَسنؑ، مصطفیٰؐ، علیؑ

ریاض ندیم نیازی بہ حیثیت نعت نگار ''بحرِ تجلّیات'' اور ''جو آقاؐ کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں'' پیش کر کے کئی اعزاز پا چکا ہے۔ اسی طرح دینی و سماجی خدمات انجام دے کر سبّی بلوچستان کا نام روشن کر چکا ہے اور اب یہ مجموعۂ مناقب نذرِ قارئین کرنے میں اپنی عقیدت کا رنگ و آہنگ دکھانے کا عزم ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اس میں اہلِ بیت سے اپنی قلبی وابستگی کو صورتِ اظہار دے کر جنت کا حق دار بننے کی تمنا رکھتا ہے خصوصاً سید الشہداء مظلومِ کربلا امام حُسین علیہ السلام کے غم میں نوحہ بہ لب ہے۔ یہ نوحہ کہاں کہاں برپا ہوا، سب سے پہلے حضورؐ کو جبریلِ امین نے بتایا کہ دین کی بقا شہادتِ حُسینؑ کے بغیر ممکن نہیں، یہی خبر علیؑ و فاطمہؑ کو دی گئی۔ یہ منظر نامہ تاریخ میں اشکِ خوں بہانے کے لیے کافی ہے۔ امامِ عالی مقام کی شہادت کے بعد حضرت زینبؑ بنتِ علیؑ کربلا کی شیر دل خاتون کو دربارِ یزید میں جانا پڑا۔ واقعات سے قطع نظر نبیؐ محترم کے گھرانے پر غم و آلام کے پہاڑ توڑے گئے مگر اس گھرانے کے پائے استقامت میں لرزش نہیں آئی۔ ریاض ندیم نیازی کی نگاہِ عقیدت ان واقعات پر رہی اس نے ان قربانیوں پر زبردست اور بے مصلحت یہ خیال ظاہر کیا کہ

کیسے بیاں ہو شانِ شہِؑ کربلا ندیمؔ
نانا نبیؐ، ہے باپ علیؑ، ماں بتول ہے
جن کو ہے اہلِ بیتؑ سے نسبت
یاد ہے ان کو نقشِ پائے حسینؑ

تھمتے نہیں ہیں آنکھ سے آنسو مِرے ندیم
کرتا ہوں جب بھی ذکر محمدؐ کی آلؑ کا

کربلائے معلیٰ وہ مقام ہے جس کی زیارت کرنے والے کو نجاتِ اُخروی کی ضمانت مل جاتی ہے اور شام میں روضۂ جنابِ زینب سلام اللہ علیہا ہے جہاں آج بھی معجزے دیکھے گئے۔ نابیناؤں کو بینائی ملتی ہے، گونگوں کو زبان اور دلوں کو طمانیت عطا ہوتی ہے۔ حضرت زینبؑ نے ایسے خطبات ارشاد فرمائے کہ یزید کی حکومت لرزہ براندام ہوگئی۔ امامِ مظلوم کا تعارف پیش کرتے ہوئے وہ علی کے لہجے میں بولنے لگی تو وہاں ایک نابینا عمر رسیدہ صحابی نے سنا تو حیرت سے کہا کہ یہ علی کی آواز ہے۔ اسے بتایا کہ یہ علیؑ کی بیٹی ہے۔ صحابی نے کہا کہ شکر ہے میں نابینا ہوں ورنہ میری نگاہ بھی زینبؑ کے کھلے سر پر پڑتی۔ حضرت زینبؑ نے حضورؐ کے عظیم مقصد کی خاطر قید و بند کی تکالیف برداشت کیں اور اسلام کی حقانیت کو اپنے کردار کی روشنی میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ حقیقت ریاض ندیم نیازی کی زبانی سنیے:

رسولِ پاکؐ کے مقصد کا نام ہے زینبؑ
حُسینیت کا مُقدس پیام ہے زینبؑ
ہر امتحان میں شرعِ نبیؐ کا پاس رہا
چراغِ منزلِ ہمت مدام ہے زینبؑ
حیاتِ حضرتِ زینبؑ ہے روشنی کی طرح
جہاں میں پیکرِ صد احترام ہے زینبؑ

مختصر یہ کہ منقبت اور سلام کا یہ مجموعہ ''گل زارِ اہلِ بیتؑ'' ثنائے آلِ نبیؐ کا مظہر ہے اور اس کا مطالعہ دل و نظر میں عرفان و آگہی کا نور بھرنے کا سبب بنے گا۔

حسن عسکری کاظمی

☆☆☆

اہلِ بیتؑ کا منتخب کیا گیا شاعر۔۔ریاض ندیم نیازی

ریاض ندیم نیازی بلوچستان جیسے پسماندہ اور نظر انداز کیے جانے والے صوبے کے دورافتادہ علاقے سبی میں بیٹھ کر علم و ادب کی شمعیں روشن کیے ہوئے ہے۔ عاجزی، انکساری اور اپنی اعلیٰ اخلاقی قدروں کی وجہ سے یہ شخص ہر دل عزیز انسان کے طور پر جانا پہچانا جاتا ہے۔ ایسے شہر میں بیٹھ کر جہاں مواقع اور ذرائع ناپید ہوں ہر شخص مصروف زندگی گزار رہا ہو، ملک بھر کے ادیبوں، شاعروں، دانش وروں سے رابطے بحال رکھنا اور خود کو ادبی حلقوں میں متعارف کروانا ریاض ندیم جیسے سرگرم شاعر وصحافی کا ہی خاصہ ہے۔ رزق کے حصول کے لیے کی جانے والی تگ ودو اور اپنے معاشی معاملات میں توازن رکھنے کے لیے اس کی بے پناہ مصروفیت اپنی جگہ اس کے باوجود ادب سے گہری وابستگی، لگاؤ اس کی ادب دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اِس کے پانچ نعتیہ مجموعے، دوغزلوں کی کتابیں اور درجنوں انتخاب شائقینِ ادب سے داد وتحسین حاصل کر چکے ہیں۔ اب سلام اور مناقب پر مشتمل کتاب ''گُل زارِ اہلِ بیتؑ'' ترتیب پا چکی ہے اور عن قریب منظرِ عام پر آ جائے گی۔ ریاض ندیم نیازی ویسے بھی اہلِ بیتؑ اطہارؑ کا ماننے والا ہے۔ شاید اسی لیے چہاردہ معصومینؑ نے اِسے عظیم کام کے لیے چُن لیا ہے۔ اُن کی نظرِ کرم ہو تو شاعر نعت، سلام اور مناقب لکھتا ہے۔ الفاظ تو ویسے بھی اُن عظیم ہستیوں سے اِذن لے کر شاعر کے قلم تک آتے ہیں۔ اس لیے ریاض ندیم نیازی وہ خوش قسمت شاعر ہے جنھیں اہلِ بیتؑ نے اپنی ثناء کے لیے منتخب

کرلیا ہے ورنہ یہ سعادت ہر کسی کو کہاں نصیب ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے جس طرح عالمِ ارواح سے لے کر عالمِ برزخ تک پوری کائنات انوارِ اہلِ بیتؑ سے روشن ہے اسی طرح ریاض ندیم نیازی کی اِس کتاب ''گل زارِ اہلِ بیتؑ'' کے ہر پھول کی خوش بو عاشقانِ اہلِ بیتؑ کے دل ودماغ کو ہمیشہ معطر کرتی رہے گی۔

سید نوید حیدر ہاشمی (تمغۂ امتیاز)

چیف ایڈیٹر روزنامہ ''بروقت'' کوئٹہ

☆☆☆

عاشقِ رسولؐ، مُحبِّ اہلِ بیتؑ

''گل زارِ اہلِ بیتؑ'' ریاض ندیم نیازی کی قلبی و روحی آواز ہے۔ عقیدت ومودّتِ اہلِ بیت میں یہ ایک ممتاز شاعر کے روپ میں سامنے نظر آتے ہیں۔ کیوں کہ وہ ایک راسخ العقیدہ شاعر ہیں جو گزشتہ تین دہائیوں سے شعر کہہ رہے ہیں۔ اِن کا مقام ومرتبہ شائقینِ علم وادب اور ناقدین متعیّن کریں گے اور تاریخِ ادب کا مورّخ اِن کے محاکے کو تاریخ کا حصہ بنائے گا۔

میری نظر میں ریاض ندیم نیازی میرے بھائیوں جیسا دوست اور ایک شریف النفس شعراء کی صف کا آدمی ہے۔ وہ ذوقِ شعر وادب میں منہمک ہیں۔ اِن کی ہر کتاب انفرادیت کی حامل ہوتی ہے۔ قومی صدارتی وصوبائی سیرت ایوارڈز اور دیگر اعزازات نہ صرف سبّی بلکہ پورے بلوچستان کے لیے قابلِ فخر ہیں۔ ''گل زارِ اہلِ بیتؑ'' میں خاصے سلام ومناقب ہیں۔ اِن میں عقیدت ومودّت بہ درجِ اُتم موجود ہے۔ اِن کے سلاموں اور مناقب میں سوز وگداز ہے۔ کلام اثر کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کے اس عمدہ انہماک کو قائم ودائم رکھے، شرفِ قبولیت سے نوازے اور آخرت میں بخشش ونجات کا وسیلہ بنائے۔۔(آمین)

میر چنگیز خان چانڈیو

سبی (بلوچستان)

☆☆☆

حرفِ سپاس

حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کی شان و عظمت و رفعت بنی نوعِ انسان میں سب سے اکمل و افضل و برتر ہے۔ آلِ ساداتؑ بھی اسی فضیلت کی حامل ہے کہ اسی شاخِ نور افزا سے اس کی نمو ہوئی ہے جس کی جگمگاتی کرنوں کا شانۂ معجز اثر ازل و ابد کی دست رس سے دور، زلفِ وجود سجانے اور سنوارنے میں مصروف رہے گا۔ اسی حوالے سے سلام و منقبت کی صِنف دنیائے ادب میں ''حمد و نعت'' کے بعد تیسری با مقصد، متبرک اور عظیم صنفِ سخن قرار پاتی ہے۔

امامِ عالی مقام سیدنا حضرت امام حُسین علیہ السلام نے اولوالعزمی، ثابت قدمی اور جذبۂ ایثار کے ساتھ پیغامِ محمدیؐ کے احیا کے لیے جابر سلطان کے سامنے جس طرح کلمۂ حق بلند کیا بلا شبہ تاریخ کا ایک روشن ترین باب ہے۔ اسی بابِ درخشاں سے سلام و منقبت کی راہیں کشادہ ہوئیں اور ہر عہد کے شعرائے کرام نے اپنے اپنے رشحاتِ قلم سے اِس کارِ خیر کو انجام دیا اور اپنی اپنی طرز اور لَے میں ان کے عظیم کارنامے بیان کیے۔

میری یہ کاوش ''گل زارِ اہلِ بیتؑ'' بھی اِسی سلسلے سے جڑی ہوئی ہے۔ مجھ عاجز کے لیے یہ امر ایک عظیم سعادت سے کم نہیں۔ یہ قرض مجھ پر بھی اُسی طرح واجب الادا ہے کہ جس طرح دیگر صاحبانِ فکر و نظر نے اپنی بساط کے مطابق اُس عظیم خانوادے کے حضور اپنی گزارشات، مودّت اور خراجِ تحسین کے طور پر پیش کیں۔

میں نے اِس جادۂ دشوار پر قدم رکھنے سے قبل ہزار بار سوچا اور اپنے ذہن و دل سے مکالمہ کیا۔ بہت سوچا: کیا میں اِس کارِ مدحت کا حق ادا کر پاؤں گا۔ کیا میں اِس صنفِ ادب کے علمی، ادبی اور فنّی تقاضوں سے عُہدہ برا ہونے کی اہلیت رکھتا ہوں۔ ساتھ ہی اپنی کام یابی کے لیے بارگاہِ ربِ جلیل و کریم میں دعا گو بھی رہا۔ اللہ نے فضل و کرم کیا اور مجھ عاصی کو یہ کارِ خیر انجام دینے کی استطاعت عطا فرمائی۔ ہم عصر اہلِ ادب و فن کی بے لاگ آرا نے میرا حوصلہ بڑھایا اور میں روح کی سرشاری کو لفظوں میں سموتا چلا گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ جذب و کیف کے کیسے کیسے عالم مجھے شرابور کر گئے۔ معلوم ہے تو بس یہی کہ میں نے ایک فرض ادا کیا، ایک قرض چکایا۔ کسی غیبی اشارے سے، اپنے خالق کی عطا کردہ تخلیقی صلاحیت کو بروئے کار لا کر۔

سلام و منقبت کے باب میں اپنی فکر کی جولانی کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کے لیے جہاں میرے سامنے اساتذۂ سخن کا شعری سرمایہ تھا وہیں عصری ادب میں فروغ پذیر ادبی رجحانات بھی تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مزاحمتی ادب کی اصطلاح ''کربلا'' کے وسیع المعانی استعارے سے اشعار میں آئی ہے۔ داستانِ کربلا کا ہر کردار ہمارے لیے ایک مضبوط تاریخی حوالہ ہے اور میں بھی اُنھیؑ کے نقشِ قدم پر چلنے کا عزم لے کر رواں ہوں۔

ریاض ندیم نیازی

ندیم لائبریری سبی (بلوچستان)

0300-3701617

0333-3701617

حمدِ باری تعالیٰ

ہر اِک بیمار کو لازم دوائیں بانٹ دیتا ہے
مریضوں کو خدا میرا شفائیں بانٹ دیتا ہے

جو اشکوں کی زباں سے مانگتے ہیں رات دن رب سے
خدا اُن نیک بندوں کو دعائیں بانٹ دیتا ہے

حُسینؑ ابنِ علیؑ سے نسبتِ خاطر جو رکھتے ہیں
خدا اُن کے وسیلے سے وفائیں بانٹ دیتا ہے

علیؑ اور فاطمہؑ کی جو سخائیں یاد رکھتے ہیں
خدا ایسے غلاموں کو سخائیں بانٹ دیتا ہے

جو پیاسے کربلا میں رہ گئے رب ان کی قسمت کو
ہوائیں بانٹ دیتا ہے گھٹائیں بانٹ دیتا ہے

صداقت پر ڈٹے رہنے سے ہوتے ہیں فوائد خوب
خدا بدلے میں جنت کی جزائیں بانٹ دیتا ہے

وہی ہے شیر جس کی بے زبانی کے تصدق میں
خدا سب بے زبانوں کو نوائیں بانٹ دیتا ہے

ترے صدقے میں اے زینبؑ ہر اِک عورت کے دامن میں
حیائیں بانٹ دیتا ہے رِدائیں بانٹ دیتا ہے

یوں مومن کے گھروں میں دیپ جلتا ہے نیازی روز
خدا اُن کے چراغوں کو ضیائیں بانٹ دیتا ہے

حمد و مناجات

وفاداری کو میری غم گسارِ کربلا کر دے
مِرے مالک مجھے تُو جاں نثارِ کربلا کر دے

مِری آواز سُن سُن کر یزیدی دل دہل جائیں
مِری آواز کو یارب پکارِ کربلا کر دے

مجھے بھی کربلا کی خاک سے بے حد محبت ہے
مِٹا کر میری ہستی کو غبارِ کربلا کر دے

ہنسی کو چھین لے میری ، مجھے مُسکان کے بدلے
شہیدوں کے اَلَم میں سوگوارِ کربلا کر دے

میں طوفانی بھنور میں ہوں کنارے چِھن گئے مجھ سے
طفیلِ پنج تن مجھ کو کنارِ کربلا کر دے

میں پیاسا پھر رہا ہوں آج بھی دنیا کے صحرا میں
مجھے سیراب کر یا ریگ زارِ کربلا کر دے

مجھے بھی حوضِ کوثر پر ملیں گے اُن کے ہاتھوں جام
مجھے رب جاں نثارِ شہ سوارِ کربلا کر دے

ہر اِک زائر کے قدموں سے لپٹتا ہی رہوں گا میں
مِرے خالق مجھے تُو رہ گزارِ کربلا کر دے

تجھے ہے تاج دارِ انبیا کا واسطہ یارب
ندیؔمِ بے نوا کو خاک سارِ کربلا کر دے

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

دیدار کرا دیجیے ، حسنینؑ کے نانا ؐ
اب خود سے ملا دیجیے ، حسنینؑ کے نانا ؐ

ظلمت کے جو پردے مِری آنکھوں پہ پڑے ہیں
وہ پردے ہٹا دیجیے ، حسنینؑ کے نانا ؐ

حسنینؑ کی عظمت کی ضیا دہر میں پھیلے
وہ شمع جَلا دیجیے ، حسنینؑ کے نانا ؐ

پھر روشنی تطہیر کی ہو عام جہاں میں
سینوں کو جِلا دیجیے ، حسنینؑ کے نانا ؐ

حسنینؑ کے جو عشق کا بادہ ہے ، مجھے بھی
وہ بادہ پِلا دیجیے ، حسنینؑ کے نانا ؐ

اصحابؓ کی یادوں کے حَسیں چاند تارے
ہر دل میں سجا دیجیے ، حسنینؑ کے نانا ؐ

حسنینؑ کی یادوں کے حَسیں پھول عطا ہوں
یہ دل میں کھِلا دیجیے ، حسنینؑ کے نانا ؐ

حسنینؑ سے نفرت کے جو شعلے ہیں بھڑکتے
وہ شعلے بجھا دیجیے ، حسنینؑ کے نانا ؐ

آیا ہے ندیم آپؐ کے در پر تہی داماں
حاجت سے سَوا دیجیے ، حسنینؑ کے نانا ؐ

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

نبیؐ کے وطن کی عجب بات ہے
وہاں دن ہی دن ہے، نہیں رات ہے

ہمارے لیے نعمتوں کی بہار
حبیبِ خدا ہی کی اِک ذات ہے

علیؑ ، فاطمہؑ کے گلستان میں
حُسینؑ و حَسنؑ کی حَسیں ذات ہے

جسے یاد جب کربلا آ گئی
لگی اُس کی آنکھوں سے برسات ہے

ہمارے لیے پنج تن کا وجود
ہے رحمت بھی، نعمت بھی سوغات ہے

مُقدر پہ میں ناز کرنے لگا
کہ ہاتھوں میں اُن کے مِرا ہاتھ ہے

مجھے ڈر قیامت کا کچھ بھی نہیں
نبیؐ کا گھرانا مِرے ساتھ ہے

میں سوتا ہوں پڑھ کے درود و سلام
یوں خوابوں میں اُنؐ سے ملاقات ہے

یہ سیلِ تجلّی جو آنکھوں میں ہے
یہ انوارِ آقاؐ کی خیرات ہے

نبیؐ کے گھرانے کی مدحت ندیمؔ
جو دیکھو تو سب سے بڑی نعت ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(والدِ محترم نبی آخرالزماں حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

شجاعت کے تھے پیکر آپؐ کے والد
تھے الفت کا سمندر آپؐ کے والد

بصد آئینہ منظر آپؐ کے والد
خطِ حق سے مُنوّر آپؐ کے والد

جہاں انساں تھے حیوانوں کے جیسے واں
تھے چاہت کے پیمبر آپؐ کے والد

جہالت کا اندھیرا تھا جہاں پر واں
ہوئے مہرِ منور آپؐ کے والد

بہت پیارے تھے عبدالمطلبؓ کو بھی
زمانے کے تھے رہبر آپؐ کے والد

ابو طالب کے جیسے تھے برادر ساتھ
بنے تھے یوں سکندر آپؐ کے والد

زمینِ دہر پر رہ کر ملا رتبہ
فلک تھے یا کہ امبر آپؐ کے والد

خدا نے آپؓ کا رتبہ بڑھانا تھا
ہوئے دنیا سے بہتر آپؐ کے والد

رسولِ پاکؐ کی نسبت سے دنیا میں
تھے مثلِ مشک و عنبر آپؐ کے والد

قیامت تک مہکتے ہی رہیں گے وہ
گلِ حق سے مُعطر آپؐ کے والد

ندیمؔ اُن کی جو ہستی ہے مثالی ہے
کہو اللہ اکبر ، آپؐ کے والد

سیّدہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا

وہ وجودِ پاک ، نورِ عالمِ اِمکاں رہا
جلوۂ ذاتِ نبیؐ جس کے تہِ داماں رہا

آمنہ سلام اللہ علیہا کے ذکر سے دل روشنی ساماں رہا
رحمتِ حق سے لبا لب میرا بھی داماں رہا

آمنہ سلام اللہ علیہا کا کیا حَسیں رتبہ ہے، کیا اعزاز ہے
جس چمن میں سرورِ کونینؐ گل افشاں رہا

میں عرب جاؤں تو حاضر ہوں مزارِ قُدس پر
زندگی بھر میرے دل میں بس یہی ارماں رہا

حاضری کے بعد بھی یہ آرزو دِل میں رہی
دیکھوں دوبارہ مزار اُنؑ کا ، بہت گِریاں رہا

آپؐ کو کہہ کر پُکارا آمنہ سلام اللہ علیہا کا لال جب
رشتۂ اقدس کا یہ سب سے حَسیں عنواں رہا

یہ سعادت ، یہ شرف تیرے سِوا کس کو نصیب
تیری آغوشِ محبت میں مہِ تاباں رہا

دل نبیؐ کی والدہ کے ذکرِ پُرانوار سے
میں نے دیکھا ہے ہمیشہ آئنہ ساماں رہا

اُس کے رُتبے اُس کے درجے کا ٹھکانا کیا ندیمؔ!
پردۂ باطن میں جس کے وہ مہِ تاباں رہا

ملیکۃُ العرب سیدہ خدیجۃُ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

کونین ہے صدف تو گُہر اُس کا خدیجہ سلام اللہ علیہا
منزل مِرے آقاؐ ہیں، سفر اُس کا خدیجہ سلام اللہ علیہا

ہے سایہ فگن موسمِ گُل جس پہ ہمیشہ
وہ گلشنِ ایماں ہے، شجر اُس کا خدیجہ سلام اللہ علیہا

ہے جلوہ فگن عالمِ نسواں پہ جو اِک نور
نسبت کا شجر ہے تو ثمر اُس کا خدیجہ سلام اللہ علیہا

اِسلام پھَلا پُھولا سدا جن کی یہ دولت
کُنبہ ابو طالبؓ کا تو گھر اُس کا خدیجہ سلام اللہ علیہا

منزل ہے اُسی کی جو پکارے گا نبیؐ کو
منزل ہے دُعا اور اثر اُس کا خدیجہ سلام اللہ علیہا

مصروف قلم تیرا ہے حق جوئی میں ہر دم
مدحت ہو رقم اور ہُنر اُس کا خدیجہ سلام اللہ علیہا

سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

ہے دل میں میرے عقیدت امیر حمزہؓ کی
ہے دل میں خاص مؤدّت امیر حمزہؓ کی

یقین ہے مِرے اعمال میں سَوا ہوگی
بہ روزِ حشر محبت امیر حمزہؓ کی

صحابہؓ کا میں ہوں عاشق، اِسی سبب سے مجھے
لو مل گئی ہے حمایت امیر حمزہؓ کی

اُنھوں نے جان دی اسلام کی حمایت میں
نہ بھولے گی یہ شجاعت امیر حمزہؓ کی

رسولِ پاکؐ کا چہرہ نظر میں رکھتے تھے
چمک اُٹھی تھی بصیرت امیر حمزہؓ کی

بھتیجے پر سبھی اسباب کر دیے تھے نثار
ہے بے مثال سخاوت امیر حمزہؓ کی

ستارہ وار ہوئے اشک آنکھ سے جاری
ہمیں ہے یاد شہادت امیر حمزہؓ کی

نظر نظر میں سمائی تھی آپؐ کی صورت
تھی نور نور بصارت امیر حمزہؓ کی

سُنی تھی آپؐ نے آوازِ ذی حشمؐ بھی ندیؔم
بھلی ہے کتنی سماعت امیر حمزہؓ کی

سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہؓ

حق و باطل میں ہیں پہچان امیرِ حمزہؓ
دینِ اسلام کی ہیں شان امیرِ حمزہؓ

آنکھ میں رہتے ہو ہر آن امیرِ حمزہؓ
ہم پہ ہے آپؓ کا احسان امیرِ حمزہؓ

سارے کفّار تھے انسان کے جانی دشمن
چشمِ ہندہ میں تھے انسان امیرِ حمزہؓ

اُن کی تقلید کریں گے تو ملے گی جنّت
راستے کر گئے آسان امیرِ حمزہؓ

جاں نثارانِ صحابہؓ کی حمیّت تم ہو
جان و دل تم پہ ہیں قربان امیرِ حمزہؓ

یہ بھی سرکارؐ سے چاہت کا صِلہ تم کو مِلا
تم سے راضی ہُوا رحمٰن امیرِ حمزہؓ

زندہ اسلام کیا تم نے شہادت پاکر
ہے یہ احسان پہ احسان امیرِ حمزہؓ

اپنے مولا کی رضا اور نبیؐ کی خاطر
ہو گئے دین پہ قربان امیرِ حمزہؓ

تم نے انسان کی وقعت میں اضافہ کرکے
کر دیا وقت کو حیران امیرِ حمزہؓ

تم نے بخشا ہے مسلماں کو شرف جینے کا
تم سلامت رہو ہر آن امیرِ حمزہؓ

جو مسلماں کو ڈبونے کے لیے اُٹھا تھا
تم نے روکا ہے وہ طوفان امیرِ حمزہؓ

اپنی آنکھوں سے لگایا ہے محمدؐ نے سدا
آپؓ ہیں بندۂ رحمٰن امیرِ حمزہؓ

مختصر آپؓ کے بارے میں یہ کہتا ہے ندیؔم
آپؓ جیسا نہیں انسان امیرِ حمزہؓ

دیکھنا ہو جسے کردار ابو طالبؓ کا
دیکھے اسلام میں معیار ابو طالبؓ کا

دیکھنا ہو جِسے اسلام کا تابندہ ضمیر
دیکھے عباسِ علَم دارؓ ابو طالبؓ کا

مُستقل نوحہ کُناں رہتا ہے غم میں اُن کے
ایسا ہوتا ہے عزادار ابوطالبؓ کا

کُلِ ایمان علیؓ ہے یہ اُنھیں کا بیٹا
ہے یہ ایمان کا معیار ابوطالبؓ کا

سب کے دل میں ہے ندیؔم اُنؓ کی محبت کا جمال
سب کے ہونٹوں پہ ہے اقرار ابوطالبؓ کا

دل کی نوا یہی ہے ، ''مِرا ناخدا ، علیؑ''
راہِ حیات میں ہے مِرا رہ نما علیؑ

سب کی مُراد ، سب ہی کا ہیں آسرا علیؑ
حکمِ خُدا سے سب کے ہیں مشکل کُشا علیؑ

ثابت کیا حُسینؑ نے جاں دے کے یاعلیؑ
ہوتی ہے دین سے یوں ہی سچی وفا علیؑ

اللہ رہے یہ رتبۂ بے اِنتہا علیؑ
میری نوا علیؑ ہے تمھاری نوا علیؑ

بے شک ہیں آپؑ آئینۂ خُلقِ مُصطفیٰؐ
دیکھا ہر اِک کو ، آپؑ کا مدحت سرا علیؑ

تربیّتِ نبیؐ کا ہیں اِک آئنہ علیؑ
بے شک نبیؐ کے علم سے ہیں پُرضیا علیؑ

جس کو نہیں تھی دولتِ دنیا کی اِحتیاج
کہتے ہیں اُس کو صاحبِ فقر و غنا علیؑ

ہے آپؑ ہی کی ذات ، معارف کا اِک جہاں
آقاؐ ہیں شہرِ علم تو ہیں بابِ وا علیؑ

نوعِ بشر کو فخر نہ کیوں اِس عطا پہ ہو
بے شک ہیں نورِ ارض و سما کی عطا علیؑ

ہے علم و فضل آپؑ کا ، ختمُ الرُسلؐ کا فیض
ہر علم و فضل کی ہیں فقط اِنتہا علیؑ

جس کا لقب ہے فاتحِ خیبر جہان میں
بے شُبہ اے ندیم ! وہ شیرِ خدا علیؑ

جو بند ہوتا تری روشنی کا دروازہ
نہ کھُلتا ہم پہ کبھی روشنی کا دروازہ

ہمیں پہنچنا ہے اپنے ہدف تلک آخر
ہزار بند سہی روشنی کا دروازہ

مجھے یقین ہے آلِ رسولؐ کے صدقے
کھُلے گا مجھ پہ کبھی روشنی کا دروازہ

جہاں سے فیض مِلا ہے جنابِ حیدرؓ کو
حُسینؑ بھی ہے اُسی روشنی کا دروازہ

رہے ہیں آپؐ اندھیروں میں روشنی بن کر
ہُوا نہ بند کبھی روشنی کا دروازہ

علیؑ سے روشنی سارے جہاں میں پھیلی ہے
مِرے لیے ہیں وہی روشنی کا دروازہ

ہر ایک دل میں بسا تیری ذات کا عرفاں
کھُلا ہر اِک پہ تری روشنی کا دروازہ

ندیمؔ میرا نبیؐ شہر ، روشنی کا ہے
مِرا اِمام علیؑ روشنی کا دروازہ

ثواب میں ہمیں ملتا رہا علیؑ کا نام
یوں کائنات میں اُونچا رہا علیؑ کا نام

علیؑ کے ذکر سے ملتا رہا حیات کو نور
دلوں کو فتح بھی کرتا رہا علیؑ کا نام

سوال کرتے تھے خیبر سے لوٹنے والے
ذرا بتاؤ تو کیسا رہا علیؑ کا نام

ہے ذکر اُنؑ کا محبت کی روشنی بے شک
ہمارے دل میں اُترتا رہا علیؑ کا نام

علیؑ کا نام پکارا گیا ہے مشکل میں
بہادری کی علامت رہا علیؑ کا نام

ہر ایک عہد میں یہ نام معتبر ٹھہرا
ورق ورق پہ دمکتا رہا علیؑ کا نام

ہمیشہ میری عقیدت کی تھا اساس، حُسینؑ
مُدام میری تمنّا رہا علیؑ کا نام

علیؑ کے نام سے نسبت مِرے سخن کو ہے
یوں میرے فن میں چمکتا رہا علیؑ کا نام

یقیں علیؑ کا، یقیں ہے رسولِؐ خاتم کا
یقیں کا آئنہ خانہ رہا علیؑ کا نام

رہِ حیات میں مشکل مقام جب آیا
زباں سے خود ہی نکلتا رہا علیؑ کا نام

ہر ایک ذہن کو آسودگی ملی اِس سے
ہر ایک آنکھ کا تارا رہا علیؑ کا نام

ہے میری روح کی تسکیں، ندیمؔ اُن کا خیال
مِرے لبوں پہ ہمیشہ رہا علیؑ کا نام

جشنِ مولودِ کعبہ مناتے ہیں ہم
اِس طرح دل کی دنیا سجاتے ہیں ہم

نعرۂ حیدریؑ جب لگاتے ہیں ہم
اپنے دشمن کے چھکّے چھڑاتے ہیں ہم

کیا ہے شانِ علیؑ ، اُسوۂ حیدریؑ
اہلِ دنیا کو یارو بتاتے ہیں ہم

جو علیؑ کی محبت سے سرشار ہیں
راہ میں اُن کی آنکھیں بچھاتے ہیں ہم

درحقیقت ہیں ہم مدح خوانِ علیؑ
ذِکر کرتے ہیں اور بار پاتے ہیں ہم

حُسنِ اخلاقِ حیدرؑ ہے پیشِ نظر
حُسنِ کردار سے یہ بتاتے ہیں ہم

ہم علیؑ کی شجاعت کو کرکے بیاں
مردِ مومن کی عزّت بڑھاتے ہیں ہم

کیا ہے راہِ علیؑ ، اُسوۂ مصطفیٰؐ
اہلِ دنیا کو دَم دَم بتاتے ہیں ہم

اے ندیمؔ! اُنؑ کی جو شان کا ہے بیاں
اہلِ عالم کو اکثر سناتے ہیں ہم

دیکھیے تو یہ عظمت علیؑ کی
ہے نبیؐ کی ، محبت علیؑ کی

جس نے پائی رفاقت علیؑ کی
پا گیا وہ حقیقت علیؑ کی

رکھّو دل میں مودّت علیؑ کی
روشنی ہے محبت علیؑ کی

کعبہ ، جائے وِلادت علیؑ کی
کم نہیں یہ سعادت علیؑ کی

شیرِ یزداں لقب اُس نے پایا
کس سے ہوگی وضاحت علیؑ کی

اب بھی شاہد ہے تاریخِ ''خیبر''
منفرد ہے شجاعت علیؑ کی

علم و عرفان کے اِس جہاں میں
اَوج پر ہے بلاغت علیؑ کی

توڑے اصنام حُکمِ نبیؐ پر
اَوج پر تھی محبت علیؑ کی

اپنے آقاؐ کے بستر پہ سوئے
دیدنی ہے عقیدت علیؑ کی

کرب و آلام سے بے خبر ہیں
کوئی دیکھے عبادت علیؑ کی

وہ ندیمِ جہاں بن گیا ہے
مِل گئی جس کو اُلفت علیؑ کی

قلب و جاں روشنی بام و در روشنی
شیرِ یزداں کا ہے گھر کا گھر روشنی

جن کی آنکھوں میں عکسِ نجف کِھل اُٹھا
بن گیا اُن کا حُسنِ نظر روشنی

جو رسولِؐ خدا سے مِلی آپؑ کو
درحقیقت وہ تھی معتبر روشنی

اُنؑ کے اقوال کا تذکرہ کیا کروں
جن سے بنتی ہے شام و سحر روشنی

یہ حدیثِ محمدؐ ہے اے دوستو!
جس طرف ہیں علیؑ ہے اُدھر روشنی

خاندانِ علیؑ میں بہ صد عِزّ و شاں
ہم کو آئی نظر اَوج پر روشنی

پڑ گئی جس پہ وہ ہوگیا ضوفشاں
یا علیؑ آپ کی ہے نظر روشنی

آپؑ ہیں منزلِ علم و عقل و خِرد
آپؑ کی ذات آئینہ گر روشنی

اے نویدِ سحر ، اے ندیمِ جہاں
کر رہی ہے مسلسل سفر روشنی

ہر ایک شب کی ہیں ظلمت میں ضونہاد[1] علیؑ
شعور و عِلم کا بے شک ہیں اِک عماد[2] علیؑ

مِری لگن ، مِری چاہت ، مِری مُراد علیؑ
زُباں پہ میرے ہمیشہ ہے زندہ باد علیؑ

نبیؐ کا پیارا گھرانا ہے آپؑ کی پہچان
دلوں سے جا نہیں سکتی ہے تیری یاد علیؑ

رضائے احمدِ مُرسلؐ اُنھیں مِلے کیسے؟
وہ جن کے قلب میں ہے آپؑ سے عناد علیؑ

عطا کیا تھا اُنھیں جو شُعور قُدرت نے
سکھا گئے ہیں ہمیں طرزِ اجتہاد علیؑ

علیؑ کے در سے مِلا ہے حُسینؑ کا صدقہ
چراغ ہم نے جلائے ہیں یوں بہ یاد علیؑ

قدم قدم پہ اُخوت کی وہ علامت تھے
ہمیشہ دیتے رہے درسِ اِتّحاد علیؑ

کوئی یہ مانے نہ مانے مگر حقیقت ہے
ہر ایک انساں کے دل کا ہیں اعتماد علیؑ

زُباں نے نعرۂ حیدرؑ لگا لیا خود ہی
جب آئے دل میں کسی کو کہیں بھی یاد علیؑ

وہ بدنصیب ہے جس نے بھُلایا آقاؑ کو
وہ بامراد ہے جس کو ہُوا ہے یاد علیؑ

سخا بھی آپؑ کی مشہور ہے زمانے میں
نہیں ہے آپؑ سے بڑھ کر کوئی جواد علیؑ

جب اُنؑ کو پیش کروں گا میں منقبت اپنی
یقیں ہے شعر پہ دیں گے بہت ہی داد علیؑ

خدا کے دین کو اپنا لیا ہے جس نے ندیمؔ
ہیں اُس سے شاد رسولِ خدا، تو شاد علیؑ

---

۱ روشنی کا اہتمام کرنے والا   ۲ ستون

تُو وہ اَرفع ہے کہ سب تجھ کو علیؑ کہتے ہیں
جو بھی ہے تیری صفت اُس کو بھلی کہتے ہیں

ہم جوانی کو تِری کہتے ہیں عِترت کی بہار
تیرے بچپن کو سعادت کی کلی کہتے ہیں

تیری سچائی پہ تھا فخر نبیؐ کو اتنا
اس لیے تجھ کو صداقت کا وَلی کہتے ہیں

آپؑ کے قول ہیں دانش کے دمکتے موتی
آپؑ کی بات کو مصری کی ڈلی کہتے ہیں

حاصلِ دینِ محمدؐ ہے تِرا پاک وجود
تجھ کو سرکارؐ کا ہم عکسِ جلی کہتے ہیں

جس سے ہو کر کوئی جاتا ہے حرم کی جانب
اُس کو عشّاق تو حیدرؑ کی گلی کہتے ہیں

آپؑ سرکارِ دو عالم کے ہیں سائے میں پلے
آپؑ کی ذات کو جلووں میں ڈھلی کہتے ہیں

علم کا شہر فقط ذاتِ رسولِ اکرمؐ
اُس کے دروازے کو سب لوگ علیؑ کہتے ہیں

جس کو عرفانِ بصارت ہُوا ، دنیا میں ندیمؔ
خاک اُس روضے کی آنکھوں پہ ملی کہتے ہیں

حیدرؑ سا جَری تم نے بھی دیکھا نہیں ہوگا
مجھ سے بھی بیاں اُنؑ کا سراپا نہیں ہوگا

گزرے ہیں ہزاروں ہی یہاں تشنہ دَہن لوگ
اصغرؑ کی طرح کوئی بھی پیاسا نہیں ہوگا

گو علم و ہنر کے کئی جوئندہ ہُوئے ہیں
اُنؑ جیسا کوئی عِلم کا دریا نہیں ہوگا

آئے ہیں جری اور بھی مانا سرِ عالم
اُنؑ سا کوئی افلاک نے دیکھا نہیں ہوگا

سجدے میں جو ہر درد کا احساس بھُلا دے
حیدرؑ سا کوئی بندۂ مولا نہیں ہوگا

جس دل میں ہو قندیل تِریؑ یاد کی روشن
اُس دل کے شبستاں میں اندھیرا نہیں ہوگا

مَرحَب کو بس اِک آن میں تھا جس نے پچھاڑا
منظر وہ کبھی آنکھ نے دیکھا نہیں ہوگا

جو دل سے محبت نہیں کرتا ہے علیؑ سے
وہ شخص نبیؐ کو کبھی پیارا نہیں ہوگا

نسبت ہے ندیمؔ آپ کی گر آلِ نبیؐ سے
درپیش کوئی آپ کو خطرہ نہیں ہوگا

○

عرفانِ علیؑ جس میں سمایا نہیں ہوگا
قلب ایسے بشر کا کبھی اُجلا نہیں ہوگا

جس ناؤ کا مَلّاح علیؑ شیرِ خدا ہو
غرقاب کبھی ایسا سفینہ نہیں ہوگا

فرمانِ علیؑ جس کا ہُوا رہ برِ منزل
وہ شخص کسی طور بھی بھٹکا نہیں ہوگا

پہنچا ہے جو دریاے علیؑ شیرِ خدا تک
مجھ کو ہے یقیں وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا

اے چارہ گرو اِس کی دوا اور ہی کچھ ہے
بیمارِ علیؑ تم سے تو اچھّا نہیں ہوگا

وہ قلب جو معمور نہیں یادِ علیؑ سے
اُس دل کے شبستاں میں اُجالا نہیں ہوگا

جس کو بھی یدُاللہ کا عرفان نہیں ہے
دیوانہ رہے گا کبھی دانا نہیں ہوگا

باطن میں محبت جو نہیں کرتا علیؑ سے
ختم اُس کے دل و جاں کا اندھیرا نہیں ہوگا

اب عشقِ علیؑ میرا ندیم وِرثۂ جاں ہے
جز اُس کے مِرے غم کا مُداوا نہیں ہوگا

تاریخ میں ایسا کوئی پیکر نہیں ہوگا
میدانِ وِغا میں کوئی حیدرؑ نہیں ہوگا

کہتے ہیں بس اِک پل میں اکھاڑا درِ خیبر
حیدرؑ سا کوئی مردِ دِلاور نہیں ہوگا

اکرام کا بے پایاں سمندر تو وہی ہیں
اُنؑ جیسا سخاوت کا سمندر نہیں ہوگا

زہراؑ سی کوئی زوجۂ اطہر نہیں ہوگی
دنیا میں علیؑ سا کوئی شوہر نہیں ہوگا

آقاؐ نے جِسے عِلم کا دروازہ کہا ہے
اُس جیسا جہاں میں کوئی در نہیں ہوگا

اُنؑ جیسا کوئی اور بھی دنیائے ادب میں
دریائے فصاحت کا شناور نہیں ہوگا

تاریخِ ادب میں کوئی حیدرؑ کے علاوہ
الفاظ و معانی کا سمندر نہیں ہوگا

ذات اُنؑ کی تھی ایثار و محبت کا خزانہ
سرکارؐ کا اُنؑ جیسا بِرادر نہیں ہوگا

وہ دل جو ندیمؔ اُلفتِ حیدرؑ سے ہے خالی
اُس سا تو کوئی تیرہ مُقدّر نہیں ہوگا

علیؑ ہیں مُحبِّ رسولِؐ خدا
مِرے دل کی دھڑکن اُنھی کی صدا

علیؑ کی محبت ہے ایسا دِیا
ہمیشہ جلا ہے ، نہیں یہ بُجھا

علیؑ ہیں فقط نکہتِ مُصطفیٰؐ
ہے نامِ علیؑ کس قدر جاں فزا

تھے وہؑ جاں نثارِ حبیبِؐ خدا
رہے عشقِ سرکارؐ میں مُبتلا

ہر اِک دل کے غنچے کِھلائے مُدام
علیؑ کا ہے اخلاق موجِ صبا

علیؑ سا بہادر نہیں کوئی اور
علیؑ ہیں یدُاللہ و شیرِ خدا

علیؑ شہرِ علمِ نبیؐ کا ہیں در
اِسی سے ہے پیدا دلوں میں ضیا

دل اُس کا اندھیروں سے ڈرتا نہیں
ندیمؔ اُنؑ کی اُلفت سے ہے پُر ضیا

میرے قلم سے لکھی ہوئی شاعری علیؑ
سورج کا نور چاند کی ہے چاندنی علیؑ

واللہ کہ ہیں دائمی اِک آگہی علیؑ
اللہ کے نبیؐ کی ہیں وہ روشنی علیؑ

آقاؐ نے کہہ دیا کہ وہی بابِ علم ہے
ہر ہر نفس کو دیتا ہے یوں آگہی علیؑ

عقل وشعور، علم و ہُنر کے جہان سے
دیتا ہے زندگی کو بھی اِک زندگی علیؑ

روح و بدن کی دُور ہوئیں ظُلمتیں تمام
دیتا ہے دھڑکنوں کو عجب روشنی علیؑ

میں بھی تِرے کرم کا طلب گار ہوں یہاں
کردے مِری خودی کو عطا بے خودی علیؑ

بندہ وہ معرفت کی منزل کو پا گیا
جس کو ہوئی نصیب تِری رہ بری علیؑ

جن کے سراجِ علم سے بٹتی ہے روشنی
ہاں وہ ہیں قلب و ذہن کی تابندگی علیؑ

شیرِ خدا ہے تُو یہ سنا ہے ندیمؔ نے
کہتے ہیں سب تجھی کو تو مولیٰ علیؑ علیؑ

لرزاں ہیں جس سے ظُلمتیں وہ روشنی علیؑ
نازاں ہے جس پہ زندگی وہ زندگی علیؑ

کھائے تھے جس نے جنگِ اُحد میں بدن پہ تیر
واری تھی جس نے جان نبیؐ پر وہی علیؑ

کھائی نہ تھی شکست کبھی اُس نے جنگ میں
تلوار بھی پُکار رہی تھی علیؑ علیؑ

سورج میں چاند میں ہے ستاروں میں روشنی
لیکن جُدا ہے آپؑ کی تابندگی علیؑ

قلبی سکون اُس کو مُیسّر ہے ہر نفس
ہونٹوں پہ جس کے رہتا ہے ہر دم علیؑ علیؑ

دن ہو کہ رات ہے مِرا معمول اِن میں یہ
رہتی ہے میرے لب پہ ثنا آپؑ کی علیؑ

دل میں بسے ہوئے ہیں نظر میں سمائے ہیں
ہر دم مِری زباں پہ ہے نعرہ علیؑ علیؑ

لایا ہوں واسطہ میں حَسنؑ اور حُسینؑ کا
مِل جائے اب ندیؔم کو بھی چاکری علیؑ

شعلۂ علم بُجھا سکتا نہیں حیدرؑ کا
کوئی احسان بھُلا سکتا نہیں حیدرؑ کا

حیدریؑ نعرہ لگائیں تو یزیدی ہل جائیں
مرتبہ کوئی یہ پاسکتا نہیں حیدرؑ کا

اِک ذرا سی بھی تنفّر کی رمق ہو جس میں
نام اُس دل میں سما سکتا نہیں حیدرؑ کا

دل میں جو اہلِ عقیدت نے بنا رکھّا ہے
کوئی وہ نقش مِٹا سکتا نہیں حیدرؑ کا

سامنے آے کوئی لاکھ جَری ہو کتنا
بچ کے دشمن کوئی جا سکتا نہیں حیدرؑ کا

اِس لیے سب ہی اُنھیں شیرِ خدا کہتے ہیں
کوئی ہم رُتبہ دِکھا سکتا نہیں حیدرؑ کا

دل کی تختی پہ کیا جس نے محبت سے رقم
نقش وہ دل سے مِٹا سکتا نہیں حیدرؑ کا

جانتا تھا یہ ہر اِک دشمنِ حیدرؑ بے شک
وار خالی کوئی جاسکتا نہیں حیدرؑ کا

مرتبہ حق نے جو حیدرؑ کو دیا ہے وہ ندیمؔ!
کوئی اعزاز یہ پاسکتا نہیں حیدرؑ کا

عظیم راہ بر

سفر ہوا ہے مُعتبر ، علیؑ بھی ہیں حُسینؑ بھی
قدم قدم پہ ہم سفر، علیؑ بھی ہیں حُسینؑ بھی

مِرا نصیب اَوج پر ہے ہم نشینو دیکھ لو
مِری طرف کیے نظر، علیؑ بھی ہیں حُسینؑ بھی

سجائی میں نے منقبت کی بزم اپنے گھر میں تو
خوشا نصیب میرے گھر، علیؑ بھی ہیں حُسینؑ بھی

مُجھے ملیں گے راستے ، مجھے ملیں گی منزلیں
مِرے بنے جو راہ بر ، علیؑ بھی ہیں حُسینؑ بھی

خدا بھی اب نہ ٹالے گا مِری دلی دعاؤں کو
مِری دعاؤں کا اثر ، علیؑ بھی ہیں حُسینؑ بھی

کسی طرح کے رنج وغم نہ پاس میرے آئیں گے
بنے جو میرے چارہ گر ، علیؑ بھی ہیں حُسینؑ بھی

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

احسان مند سارا جہاں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے
ممنون ذرّہ ذرّہ یہاں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے

جو بھی ہُوا شہید وہاں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے
جتنا ہے کربلا میں زیاں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے

جو اہلِ حق ہیں وہ ہی بصیرت رسیدہ ہیں
اِس دہر میں جواب کہاں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے

آقاؐ کے ہر اثاثے کی مالک ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا
سب کچھ یہاں بغیرِ گماں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے

بے شک حَسنؑ حُسینؑ ، دلِ مصطفیٰؐ بھی ہیں
اِن میں ہر ایک روح و رواں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے

اولادِ فاطمہؑ نے دیا ہے یہی پیام
بے شک پیامِ امن و اماں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے

گِرتا ہے جو بھی اشک ، شہادت کے ذکر پر
بے شک گہر وہ جلوہ فشاں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے

سردار ہیں وہ سلام اللہ علیہا ساری خواتینِ خلد کی
سارے کا سارا باغِ جناں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے

لکھتا ہوں میں ندیمؔ! اُنھیں کے طفیل سے
یہ فن یہ حُسنِ لفظ و بیاں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

سر پر ترے حضورؐ کا سایہ ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا
کتنا عروج بخت نے پایا ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا

بے شک، کہ عِفّتوں کا منارا ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا
سب عورتوں کے دل کا اُجالا ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا

ہے جس کا احترام فرشتوں کے دل میں بھی
کتنا عظیم تیرا گھرانا ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا

آتا ہے تیرا ذکر ترا نام جب کہیں
ہم نے ادب سے سر کو جھکایا ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا

سردارِ انبیاؑ نے ، کسی اور نے نہیں
سردارِ خلد تجھ کو بنایا ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا

دینِ خدا پہ وار دیا تُو نے سب کا سب
بس ذکرِ حق ہی گھر کا اثاثہ ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا

تیری مثال اور کہیں کس لیے ملے
تجھ کو مِرے رسولؐ نے پالا ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا

خوف و خطر نہیں ہے مجھے روزِ حشر کو
بعد از رسولِ پاکؐ وسیلہ ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا

جو زندگی سے آج بھی کرتا ہے گفت گو
عزّت کی گفت گو کا تقاضا ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا

حسنینؑ کی تُو مادرِ مُشفق ہے بے گماں
تیرا نصیب اَرفع و اعلیٰ ہے فاطمہ سلام اللہ علیہا

شرم و حیا کے باب میں اے بنتِ مصطفیٰؐ
عِفّت نشان تیرا سراپا ہے فاطِمہ سلام اللہ علیہا

خوش نودیِ اِلٰہ ہے تسبیحِ کردگار
جو ٹوٹتا نہیں وہ ارادہ ہے فاطِمہ سلام اللہ علیہا

عقبیٰ میں بھی مِلے گا اُسے مرتبہ یہی
دنیا میں ہر لحاظ سے اعلیٰ ہے فاطِمہ سلام اللہ علیہا

آئے نہ کیوں پسند مِری منقبت ندیمؔ
میری عقیدتوں کا حوالہ ہے فاطِمہ سلام اللہ علیہا

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

گود میں حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے پلی ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا
جن سے زندہ ہے ولایت وہ ولی ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا

اُن کو حاصل والیِ کونینؐ کی ہے تربیت
اِک عبادت ہیں نبیؐ حرفِ جلی ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا

ہیں وہی عادات و اطوار و خصائل ہُو بہ ہُو
والدِ اکرمؐ کے سانچے میں ڈھلی ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا

جو ازل سے ہے ابد تک گلستاں توحید کا
اُس سے نسبت کے سبب اُس کی کلی ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا

اُنؑ کے تو اِک اِک قدم پر منزلِ مقصود ہے
نقطۂ آغازِ مُرسل سے چلی ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا

جس کا رتبہ ہے ازل سے تا ابد پھیلا ہُوا
اُس گلستانِ شریعت کی کلی ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا

عاشقانِ مُصطفیٰؐ کے دل سے یہ پوچھے کوئی
محترم کتنی ہیں اور کتنی بھلی ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا

زندگی بھر اپنے والد کی اِطاعت میں رہیں
راہِ سرکارِؐ دو عالمؐ پر چلی ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا

پہلا یہ اعزاز بیٹی ہیں پیمبرؐ کی ندیم
اور دوجا ، زوجۂ حضرت علیؑ ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

نام ہے کتنا مقدس درحقیقت فاطمہ سلام اللہ علیہا
لوحِ دل پر کر دیا میں نے عبارت فاطمہ سلام اللہ علیہا

مومنات و مومنیں کی ہیں ضرورت فاطمہ سلام اللہ علیہا
پیکرِ مہر و وفا ہیں درحقیقت فاطمہ سلام اللہ علیہا

تم نے ہی آغوشِ رحمت میں دِیا درسِ جہاد
منتقل تم سے ہُوا جذبِ شہادت فاطمہ سلام اللہ علیہا

تھا رسولِؐ پاک کو بھی ناز اپنی آلؑ پر
مُنفرد تھی آپ کی فہم و فراست فاطمہ سلام اللہ علیہا

تذکرہ اُن کی حیا کا تھا فلک پر جا بہ جا
بالیقیں تھیں مظہرِ حُسنِ شرافت فاطمہ سلام اللہ علیہا

رہتی دنیا تک رہے گی کامران و جاوداں
تیری آلِ پاک کی شانِ سخاوت فاطمہ سلام اللہ علیہا

تم کو اللہ نے دیا خاتونِ جنّت کا خطاب
تم کو قدرت نے عطا کی یہ سعادت فاطمہ سلام اللہ علیہا

لاڈلی ہے باپ کی ، شوہر کی عزت کا بھرم
حُسنِ فطرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے شانِ عِفت فاطمہ سلام اللہ علیہا

دُشمنی جس نے بھی کی ہے تیری آلِ پاک سے
سچ تو یہ ہے اُس نے کی تجھ سے عداوت فاطمہ سلام اللہ علیہا

کون سے مُنہ سے کرے تیرا ، ندیمِ بے نوا
تیری عظمت کا بیاں اے نازِ جنّت فاطمہ سلام اللہ علیہا

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

فضیلت کی جہاں میں کہکشاں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی
کہ ہے اُمِ اُبیّہ کا بیاں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی

بڑھی نسلِ اِمامت آپ ہی سے اُس زمانے میں
کہ ہیں گیارہ اِماموں کی یہ ماں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی

جو عظمت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ہے، جواب اس کا نہیں کوئی
زمانے میں ہے مہرِ ضوفشاں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی

سلام اے یادگارِ خاندانِ سیّدِ مُرسل
شریعت کی زمیں تا آسماں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی

نہایت محترم دونوں جہانوں میں نظر آئی
وہاں بیٹی خدیجہ کی ، یہاں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی

محمد مصطفیٰؐ کے قلب کی ہے اصل میں ٹھنڈک
دو عالم میں ہے عظمت کا نشاں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی

ہوئی ہے پرورش سرکارِ دو عالمؐ کے سائے میں
نہ ہو پھر کس لیے یہ جاوِداں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی

لقب ''خاتونِ جنت'' کا دیا ہے اُن کو آقاؐ نے
ہوئی یوں کام یاب و کام راں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی

ندیمؔ اِن کے جو در سے ہٹ گیا وہ بے وفا ٹھہرا
وفاؤں کا زمیں پر آسماں بیٹی خدیجہ سلام اللہ علیہا کی

امام حَسنِ مُجتبیٰؑ

سلام لیجیے یا حضرتِ اِمام حَسنؑ
مِرے خلوص کو مل جائے گا دوام حَسنؑ

حَسنؑ کی صُلح کا اِتنا سا بس خلاصہ ہے
جہاں میں امن و اماں کا ہے ایک نام حَسنؑ

وہ دل کہ جس میں ذرا بھی ریا نہیں ہوتی
اُنھی دلوں میں تو کرتے ہیں بس قیام حَسنؑ

مِرے کلام میں ہے تذکرہ محبت کا
تمھارے نام پہ کرتا ہوں میں کلام حَسنؑ

جو اُنؑ کو دل سے پکارے تو بات بن جائے
رہِ حیات میں آتے ہیں سب کے کام حَسنؑ

نبیؐ کی آلؑ سے اِظہار ہے عقیدت کا
حُسینؑ نام کسی کا کسی کا نام حَسنؑ

یہی صفت اُنھیں اعلیٰ مقام دیتی ہے
کبھی کسی سے نہیں لیتے انتقام حَسنؑ

حُسینؑ کے ہیں برادر نبیؐ کی آلؑ ہیں یہ
ادب سے لیتے ہیں سب نام، خاص وعام حَسنؑ

ندیؔم ہم کو تو پیارے دکھائی دیتے ہیں
سب ایسے لوگ کہ ہوتا ہے جن کا نام حَسنؑ

اِمام حَسنِ مُجتبیٰؑ

ہیں شفا ہی شفا جنابِ حَسنؑ
دردِ دل کی دوا جنابِ حَسنؑ

اُن کی پہچان صلح جوئی بنی
تھے عطا ہی عطا جنابِ حَسنؑ

وہ تھے محبوبِ ربِ حبیبِ خدا
تھے سبھی سے جدا جنابِ حَسنؑ

در گزر اور معاف کرتے رہے
عاصیوں کی خطا جنابِ حَسنؑ

دشمنوں سے لیا نہ بدلہ کبھی
ایسے تھے باصفا جنابِ حَسنؑ

ہیں سبھی کے لیے ندیؔم جہاں
رحمتوں کی گھٹا جنابِ حَسنؑ

امام حَسن مُجتبیٰؑ

بہاروں کی ٹھنڈی پون ہیں حَسنؑ
زمانے پہ سایہ فگن ہیں حَسنؑ

کبھی ہم بھٹکتے نہیں راستہ
کہ سورج کی اُجلی کرن ہیں حَسنؑ

انھیں فوقیت یوں جہاں میں مِلی
یہ دنیا ہے بَن تو چمن ہیں حَسنؑ

مجھے ڈھونڈ لے گی یقیناً بہشت
مِرا عشق میری لگن ہیں حَسنؑ

انھیں ہم سروں پر بٹھائیں نہ کیوں
پسندیدہ شاہِ زمن ہیں حَسنؑ

ہمیں سائباں کی ضرورت نہیں
ہماری زمیں پر گگن ہیں حَسنؑ

جو انساں کو انساں بنائے ندیمؔ
وہی جادۂ فکر و فن ہیں حَسنؑ

فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند

کہتی ہے جس کو خلقِ خدا ، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند
وہ ہے شہیدِ کرب و بلا ، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند

اللہ کے نبیؐ کی ضیا فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند
بے شک تھا روحِ صدق وصفا، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند

اُس نے جہانِ فکر کو یک سر بدل دیا
دے کر گیا جو درسِ وفا ، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند

رکھتا نہیں ہے اُس سے کوئی اختلافِ راے
ہر ایک کا ہے راہ نما ، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند

شاہد ہیں ماہ و سال کے ایّام آج بھی
تاریخ کا وقار بنا ، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند

جتنا بڑھا جہاں میں غُبارِ یزیدیت
اُتنا ہی پُر جمال ہُوا ، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند

میں کس حَسین چیز کی اُس سے مثال دوں
سورج سے بھی کہیں ہے سَوا ، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند

صدق و صفا کے وصف میں تھا منفرد مزاج
اہلِ صفا کا راہ نما ، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند

مجھ کو یقیں ہے تا بہ ابد آج بھی ندیمؔ
دیتا رہے گا یوں ہی ضیا ، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا چاند

گُل زارِ اہلِ بیتؑ

پھیلا ہے کائنات میں انوارِ اہلِ بیتؑ
لوگو سدا بہار ہے گُل زارِ اہلِ بیتؑ

پاتا ہر ایک شخص ہے اُمید سے سَوا
بے مثل و لاجواب ہے دربارِ اہلِ بیتؑ

بعد از ہُوا ظہور زمانے میں ہم نشیں
ظاہر ہُوئے ازل سے تھے آثارِ اہلِ بیتؑ

ایندھن بنیں گے نارِ جہنم کا بے وفا
جنت نشیں ہوں گے وفادارِ اہلِ بیتؑ

کذّاب مُضطرب سی گزاریں گے زندگی
پائیں گے دل کا چین عزادارِ اہلِ بیتؑ

آتے رہیں گے اِس میں بہاروں کے قافلے
پھولے پھلے گا اور چمن زارِ اہلِ بیتؑ

کرتے ہیں لوگ خود کو اسیرانِ کربلا
پاتے نہیں رہائی گرفتارِ اہلِ بیتؑ

دنیا سے مانگتے ہی نہیں کچھ بھی ایسے لوگ
کہتے ہیں خود کو جو بھی طلب گارِ اہلِ بیتؑ

تب ہی سخن ورانِ جہاں میں ہُوا شمار
پہنی ندیم جب سے ہے دستارِ اہلِ بیتؑ

باغ بانِ اہلِ بیتؑ

جب حُسین ابنِ علیؑ ہیں باغ بانِ اہلِ بیتؑ
تو مہکتا ہی رہے گا خاندانِ اہلِ بیتؑ

چین سے ہیں پُرسکوں ہیں حامیانِ اہلِ بیتؑ
حشر تک روتے رہیں گے دشمنانِ اہلِ بیتؑ

ہر زمانے میں یزیدوں کے بُجھے ہیں آفتاب
جگمگاتی آج بھی ہے کہکشانِ اہلِ بیتؑ

ہر قدم پر سُرخ رُو ہوتا گیا تارِ نَفَسُ
آسماں نے لے کے دیکھا امتحانِ اہلِ بیتؑ

بُغض والوں کو رہا ہے کم نگاہی کا گِلہ
دیکھنے والوں نے دیکھی آن بانِ اہلِ بیتؑ

روزِ محشر کی تمازت کیا بگاڑے گی مِرا
میرے سر پر چھایا ہوگا سائبانِ اہلِ بیتؑ

یہ زمیں والے جھُلس جائیں نہ سورج سے کہیں
اِس لیے سایہ فگن ہے آسمانِ اہلِ بیتؑ

خود سفینے کو لیے طوفان ساحل تک گیا
جب سمندر میں کھُلا ہے بادبانِ اہلِ بیتؑ

جب کیا میں نے ارادہ ، منقبت لکھوں ندیمؔ
حرف سارے بن گئے خود ترجمانِ اہلِ بیتؑ

سوچو تو کون شخص ہے نانا حُسینؑ کا
تب ہی تو معتبر ہے گھرانا حُسینؑ کا

چلتے ہیں سر اُٹھا کے غلامانِ اہلِ بیتؑ
اِس کا سبب ہے سر کو کٹانا حُسینؑ کا

حق سچ کے کِھل رہے ہیں چمن زار جا بہ جا
آیا ہے کام پودا لگانا حُسینؑ کا

یہ ٹھیک ہی کہا کسی شاعر نے دوستو!
دنیا حُسینؑ کی ہے زمانہ حُسینؑ کا

دل کھول کے کھلاتے پلاتے ہیں اِس لیے
یہ آب ہے حُسینؑ کا ، دانہ حُسینؑ کا

کرنا تھا بے نقاب یزیدوں کو دہر میں
حکمت تھی کربلا کو سجانا حُسینؑ کا

باطل کے رو بہ رو بھی کہی دینِ حق کی بات
یوں ہی تو مُعترف ہے زمانہ حُسینؑ کا

یاروں نے آزمایا تو کہنے لگے ، ندیمؔ
باہوش ہے یہ سب سے دوانہ حُسینؑ کا

علی حیدرؑ کا گھرانا

ہے مثلِ سخاوت علی حیدرؑ کا گھرانا
تسبیحِ محبت علی حیدرؑ کا گھرانا

ہر اِک مانتا ہے ، وہ ہے ظرف والا
ہے جس میں امامت علی حیدرؑ کا گھرانا

حق سچ کے پرستار بنو ، دہر میں لوگو!
ہے کرتا نصیحت علی حیدرؑ کا گھرانا

سچائی پہ مر جاؤ تو مل جائے گی جنت
ہے دیتا ضمانت علی حیدرؑ کا گھرانا

جو لوگ غلامانِ عزادار ہیں اُن کی
کرتا ہے حمایت علی حیدرؑ کا گھرانا

جو ساتھ شہیدانِ محبت کے چلیں گے
دے گا انھیں راحت علی حیدرؑ کا گھرانا

مظاہر ہیں شانِ کریمی کے اِس میں
ہے رب کی عنایت علی حیدرؑ کا گھرانا

ہر شخص ہے پھولوں کی طرح خوش بو کے جیسا
نازک ہے نہایت علی حیدرؑ کا گھرانا

مومن کے لیے پیار ہے، اُلفت ہے نیازی
اور مہر و محبت علی حیدرؑ کا گھرانا

مولا علیؑ کی آنکھ کے تارے حُسینؑ جی
ہیں فاطمہؑ کے راج دُلارے حُسینؑ جی

جو لوگ آپؑ کے ہوئے ، وہ کام راں ہُوئے
کہتے ہیں ہم سے دل کے یہ دھارے حُسینؑ جی

دنیا میں اُنؑ کے صبر کی کوئی نہیں مثال
دریائے ضبط کے ہیں کنارے حُسینؑ جی

سر کو کٹا کے دین پہ وہ سُرخ رو ہوئے
کہتا ہے کون جنگ میں ہارے حُسینؑ جی

نسبت ہے جن کو آپؑ سے وہ کام راں ہُوئے
دریائے عشق کے ہیں کنارے حُسینؑ جی

غم آپؑ کا ہے ، آپؑ کے عرفان کا سبب
میرے ہیں آپؑ ہی تو سہارے حُسینؑ جی

بخشا ہے اللہ ھُو ، کا ہمیں آپؑ نے شعور
اللہ کے ہیں آپؑ وہ پیارے حُسینؑ جی

اُمّت کو اپنے نانا کی ، درسِ وفا دیا
بخشے ہیں اُس کو عزم کے دھارے حُسینؑ جی

صدقے تمھاری اَرفع شہادت کے ، ہے دُعا
مولا ہمارے بخت سنوارے حُسینؑ جی

نامِ حُسینؑ باعثِ عظمت ہے اے ندیمؔ
اُمّت کے ہیں امام ہمارے حُسینؑ جی

ہو رہا ہے جس کو بھی دُنیا میں عرفانِ حُسینؑ
نام اپنا رکھ رہا ہے وہ ثناخوانِ حُسینؑ

جان دینے کے لیے تیار رہتے ہیں سبھی
سِن رسیدہ ہوں کہ کم سِن یا جوانانِ حُسینؑ

جس نے پیاسے رہ کے اپنی جان دی وہ جان لے
حوضِ کوثر پر بنیں گے خاص مہمانِ حُسینؑ

بے قراری ، اضطرابی سے سکوں پا جائیں گے
مطمئن ہوں گے حقیقت میں پریشانِ حُسینؑ

درحقیقت نعمتیں اُن کو ہی بخشی جائیں گی
اِس زمانے میں رہے ہیں جو غریبانِ حُسینؑ

مٹ گئے ہیں آج دنیا سے طرف دارِ یزید
اور پھلتے پھولتے ہیں سب محبّانِ حُسینؑ

بادشاہوں سے ہیں اعلیٰ دو جہانوں میں ندیؔم
جن کو دنیا والے کہتے ہیں غلامانِ حُسینؑ

ظلم و ستم کی بھیڑ میں رستہ بنا لیا
سِبطِ نبیؐ کو میں نے وسیلہ بنا لیا

دنیا و آخرت مِرے دونوں سنور گئے
میں نے غمِ حُسینؑ کو اپنا بنا لیا

دے کر ہمیشہ واسطہ اصغرؑ کی پیاس کا
صحرا کی تپتی ریت کو دریا بنا لیا

کرب و بلا کی خاک پہ سجدہ گذار کر
اپنی جبیں کو عرشِ مُعلیٰ بنالیا

ہوکر شریکِ مجلسِ سِبطِ رسولؐ میں
ہم نے بُرے نصیب کو اچھا بنالیا

جب سے حُسینیت سے ہُوا ذہن آشنا
صبر و رضا کو اپنا سہارا بنالیا

وہ ظلمتوں میں شمعِ فروزاں رہا مُدام
جس نے غمِ حُسینؑ کو اپنا بنالیا

عشقِ حُسینؑ عشقِ نبیؐ سے ہے جلوہ بار
عشقِ حُسینؑ دل کا اُجالا بنالیا

مجھ پر تمام خُلد کے در کھُل گئے ندیمؔ
جب سے غمِ حُسینؑ کو اپنا بنالیا

جب سے غمِ حُسینؑ ضمانت ہے جان کی
دامن میں آ گری مِرے راحت جہان کی

اُس کا لہُو بہا دیا اہلِ زمین نے
جس کے لیے جھکی تھی جبیں آسمان کی

مارے گئے جو دشت میں آلِ عباؑ کے مرد
زینبؑ نے باگ تھام لی پھر کاروان کی

وہ جس کی ذات تھی شہِؐ ہر دوسرؐا کی جان
دشمن بنی تھی فوجِ لعیں اُس کی جان کی

دراصل تھا یہ رب کی مشیّت کا فیصلہ
ورنہ کہاں مجال تھی تیر و کمان کی

آنکھوں سے بوڑھے باپ کے آنسو نکل پڑے
مٹی پہ لاش دیکھ کے اکبرؑ جوان کی

جو مرتبہ تھا اُنؑ کا ، نبیؐ جانتے تھے وہ
وہ شخصیت بڑی تھی زمیں آسمان کی

ہر ایک دل میں جلوہ فشاں اُن کا ہے پیام
وہ روشنی ہیں سب ہی کے دل کے مکان کی

رونے لگے زمین و فلک اُس گھڑی ندیمؔ
جب میں نے کربلا کی کہانی بیان کی

نسبت ہوئی ہے جس کو بھی مولا حُسینؑ سے
اُس کو مِلا ہے خُلد کا رستہ حُسینؑ سے

ہے قلب و روح سے مِرا رشتہ حُسینؑ سے
لگتا نہیں ہے کوئی بھی پیارا حُسینؑ سے

ہر سانس اُن کے نور سے پُرنور ہوگئی
چمکا ہے زندگی کا ستارا حُسینؑ سے

ناکام و نامُراد ہُوا لشکرِ یزید
ہے کربلا کا معرکہ تنہا حُسینؑ سے

خاطر میں ہم جو لاتے نہیں ظلم و جَور کو
سیکھا ہے ہم نے یہ بھی طریقہ حُسینؑ سے

ہر ذرّہ اُنؑ کے خون سے گل زار ہوگیا
رشکِ اِرم ہُوا ہے یوں صحرا حُسینؑ سے

صحرا کا بخت آپؑ کے قدموں سے جاگ اُٹھا
روشن ہے نام کرب و بَلا کا حُسینؑ سے

یعنی حُسینؑ کے ہیں ازل ہی سے ہم غُلام
دل میں ہمارے آیا اُجالا حُسینؑ سے

میں بھی ندیم آلِ نبیؐ کا غلام ہوں
مجھ کو ملی ہے دولتِ عُقبیٰ حُسینؑ سے

پہچان لی ہے جس نے بھی عظمت حُسینؑ کی
نکلے گی اُس کے دل سے نہ اُلفت حُسینؑ کی

دل میں ہر اِک نفس رکھو اُلفت حُسینؑ کی
انساں کو بخشتی ہے یہ جراءت حُسینؑ کی

حق اب بھی سرفراز ہے باطل کے سامنے
یہ فیض ہے حُسینؑ کا ، برکت حُسینؑ کی

بعد از غمِ حُسینؑ کوئی غم نہیں رہا
حاصل ہوئی ہے ایسے نسبت حُسینؑ کی

برباد ہو کے رہ گئے باطل پرست سب
باطل پہ اِس طرح پڑی ضربت حُسینؑ کی

دنیا میں سر اُٹھائے گی جب بھی یزیدیت
اِنسان کو پڑے گی ضرورت حُسینؑ کی

رکھّے گی سر بُلند ، سفیرانِ حق تمھیں
حاصل ہوئی ہے تم کو قیادت حُسینؑ کی

تاریخِ کربلا کا تسلسل ہے یہ ندیمؔ
تاریخ میں ہے درج شجاعت حُسینؑ کی

کربلا راستہ حُسینؑ کا ہے
اِس میں ہر نقشِ پا حُسینؑ کا ہے

یوں سمجھیے خدا حُسینؑ کا ہے
اُس کا ہر فیصلہ حُسینؑ کا ہے

زندہ ہو جانا جان دے کر بھی
یہ حَسیں معجزہ حُسینؑ کا ہے

عکس ہے اُس کا ہر صداقت میں
یعنی سچ آئنہ حُسینؑ کا ہے

فیصلہ ہوچکا جو پہلے سے
بس وہی فیصلہ حُسینؑ کا ہے

تاقیامت رہے گا تابندہ
کربلا معرکہ حُسینؑ کا ہے

وہ دِیا بُجھ سکے ، کہاں ممکن
جو جلایا ہُوا حُسینؑ کا ہے

کیوں نہ اشکوں سے آنکھ بھر آئے
پُرالم سانحہ حُسینؑ کا ہے

اِس میں اِک بار جھانک کر دیکھو
دل مِرا غم کدہ حُسینؑ کا ہے

دے دیا سر بغیرِ عُذر ندیمؔ
یہ فقط حوصلہ حُسینؑ کا ہے

وفا کی راہ میں پہلا قدم حُسینؑ کا ہے
یہ حوصلہ تو خُدا کی قسم حُسینؑ کا ہے

ذلیل ہوگیا باطل بھرم حُسینؑ کا ہے
یہ حوصلہ یہ شجاعت ، یہ دم حُسینؑ کا ہے

زمانہ کوئی بھی ہو، سچ کے حوصلے کے لیے
وفا کے رُخ پہ سدا اِک علَم حُسینؑ کا ہے

یہ شرط ہے کہ کوئی سلسلہ وفا کا ہو
یہ معجزہ ہے کہ ہر غم میں غم حُسینؑ کا ہے

مِلا ہے درسِ صداقت زمینِ کربل سے
یہ جاں نثاری کا جذبہ کرم حُسینؑ کا ہے

شعورِ ذات میں بیداریِ عمل کے لیے
ہماری چشمِ بصیرت میں نم حُسینؑ کا ہے

کِسی مقام پہ گم راہ ہو نہیں سکتی
کہ جس نگاہ میں نقشِ قدم حُسینؑ کا ہے

نہ جُھک سکا کسی باطل کے سامنے جو کبھی
حضورِ ربِّ علیٰ سر وہ خم حُسینؑ کا ہے

رہِ وفا میں قدم ڈگمگائیں کیسے ندیمؔ
قدم قدم پہ نمایاں کرم حُسینؑ کا ہے

یوں زندگی کا مان بڑھایا حُسینؑ نے
جاں دے دی اور سر نہ جھکایا حُسینؑ نے

اللہ سے پیار ہم کو سکھایا حُسینؑ نے
سر کو کٹا کے حق سے ملایا حُسینؑ نے

کی تھی رسولؐ اور علیؑ نے جو تربیت
اپنے عمل سے اُس کو نبھایا حُسینؑ نے

سر جب جھکے تمھارا تو اللہ کے سامنے
آئینِ زندگی یہ سکھایا حُسینؑ نے

اقوام کی کتابِ عمل میں نہیں ہے جو
تاریخ میں وہ باب بڑھایا حُسینؑ نے

یوں سر بلند کر دیا حُسنِ یقین کو
سجدے سے اپنا سر نہ اُٹھایا حُسینؑ نے

ہیرے چمک رہے تھے بہتّر[۷۲] جڑے ہوے
میدانِ کربلا کو سجایا حُسینؑ نے

جس کا نشہ دوامی ہے سب کو یقین ہے
سچّائی کا وہ جام پلایا حُسینؑ نے

ہر کربلا کے واسطے قانون ہے ندیمؔ
جو جاکے کربلا میں بنایا حُسینؑ نے

رہیں گے اہلِ جہاں کو ہمیشہ یاد حُسینؑ
خدا کی راہ میں یوں کر گئے جہاد حُسینؑ

نہ اپنے بھائی کا غم تھا نہ اپنے بیٹوں کا
رہے ہیں رنج کے ماحول میں بھی شاد حُسینؑ

خدا کے نام پہ سر دے دیا سرِ مقتل
جو لے کے آئے تھے وہ پا گئے مُراد حُسینؑ

لہُو سے تُو نے جلائے ہیں آگہی کے چراغ
کہ عہدِ مُردہ میں اِک تُو ہے زندہ باد حُسینؑ

تِرے ہی پرچمِ حق کے تلے اِکٹھے ہوں
ہے تجھ سے اُمتِ مُسلم کا اتحاد حُسینؑ

کسی بھی ظلم سے ڈرتے نہیں خدا والے
بدل گیا ہے زمانے کا اعتقاد حُسینؑ

وہ صبر و شکر کے اُس مرتبے پہ فائز تھے
عزیز رکھتے تھے اللہ کی مُراد حُسینؑ

ہمارے واسطے منشورِ زندگانی ہیں
اذانِ روشنی ، تکبیر ، اتحاد حُسینؑ

منافرت ہی مِرے چاروں سمت جاری ہے
یہ میرا عہد ہے اِک عہدِ کم سواد حُسینؑ

حُسینیتؑ کی ہمیں آج بھی ضرورت ہے
کہ آج شرک ہے آمادۂ فساد حُسینؑ

ندیمؔ نذرِ عقیدت کیے ہیں شعر اپنے
مزا تو جب ہے کہ دیں اِن کی مجھ کو داد حُسینؑ

آ رہی ہے مجھ کو ہر اِک سانس پر یادِ حُسینؑ
جلوۂ نورِ خدا ہیں فاطمہؑ کے نورِ عین

اُنؑ کی قربانی رہے گی تاابد زندہ مثال
اُنؑ کے غم میں تا ابد جاتا رہے گا دل کا چین

اُس قدر بڑھتا رہے گا جذبۂ عشقِ خدا
جس قدر کرتے رہیں گے دل سے ہم یادِ حُسینؑ

اعتبارِ دین و عکسِ مُصطفیٰؐ ، اِبنِ علیؑ
معرکہ وہ کربلا کا ہو کہ ہو بدر و حُنین

آپؑ نے خونِ شہادت سے لکھا ''منشورِ حق''
آج لوگوں کے لیے ہے اُنؑ کے غم میں دن بھی رَین

دل میں جب اٹھتا ہے طوفانِ اَلَم ، سیلابِ غم
تب ہی شاہِ کربلا کے غم میں ہم کرتے ہیں بَین

اِتبّاعِ مَسلکِ حَسنینؑ ہم کرتے رہیں
ہے اِسی حُسنِ عمل میں زندگی کی زیب و زین

دل میں اُنؑ کی یاد ، لب پر پیہم اُنؑ کا تذکرہ
یہ خدا کے فضل سے دولت ہوئی ہے مجھ کو دَین

کیوں نہ تجھ سے خوش رسولِ پاکؐ کا ہو دل ندیؔم
دل سے تُو کرتا ہے اٹھتے بیٹھتے ذکرِ حُسینؑ

درخشاں ایسا ہے کردار کا ستارہ حُسینؑ
پکارتی ہیں سب اقوام ''ہے ہمارا حُسینؑ''

شہیدِ حق جو ہُوا وہ تو لازوال ہُوا
ہے اعتبار و صداقت کا اِستعارا حُسینؑ

ہو کربلا کے اُفق پہ مثالِ ماہِ تمام
تمھاری ذاتِ جمیل اور وجود پیارا حُسینؑ

ہر ایک طرزِ عمل سے میانِ کرب و بلا
تمھاری عظمتِ ہستی ہے آشکارا حُسینؑ

یہ لازوال شہادت تمھیں مبارک ہو
تمھارے نانا نے شاید تمھیں پکارا حُسینؑ

حضورِ حق جو یہ سر ہے تمھارا سجدے میں
تمھاری آنکھوں میں جنّت کا ہے نظارہ حُسینؑ

عزیز اُنؑ سے زیادہ نہیں ہے کوئی ہمیں
ہے جاں ہماری حُسینؑ اور دل ہمارا حُسینؑ

مدد کو اُن کا تعلق ضرور آیا ہے
کسی نے پورے یقیں سے اگر پکارا حُسینؑ

ندیؔم کو نہیں درکار پھر کوئی اعزاز
تمھارے غم میں اگر دل ہو پارہ پارہ حُسینؑ

ہے بُلند آج بھی صدائے حُسینؑ
ہے سماعت کا سکھ ندائے حُسینؑ

اشک آنکھوں میں ہیں برائے حُسینؑ
دل میں ہیں موج زن وِلائے حُسینؑ

پُرفشاں تھا جو دشتِ کربل میں
اب بھی اونچا ہے وہ لِوائے حُسینؑ

ہے صف آرا یزید کا لشکر
اور تنہا جَدَل کو آئے حُسینؑ

اُس کو کیسے بُجھا سکے گا یزید
جو چراغِ عمل جلائے حُسینؑ

جانتا ہوں میں حَرف کی حُرمت
لکھ دیا ظرف کے بہ جائے حُسینؑ

نام زندہ ہے تا ابد اُنؑ کا
اللہ اللہ یہ اِنتہائے حُسینؑ

جن کو ہے اہلِ بیتؑ سے نسبت
یاد ہیں اُن کو نقشِ پائے حُسینؑ

ساری دنیا سے بے خطر ہوکر
سر کو سجدے میں تھے جھکائے حُسینؑ

اُس کو منزل ندیمؔ ملتی ہے
راہ بر جس کی ہو نوائے حُسینؑ

بنیادِ صبر و عشق ہیں تعمیر ہیں حُسینؑ
خوابِ رسولِؐ پاک کی تعبیر ہیں حُسینؑ

نقش و نگارِ لوح ہیں ، تقدیر ہیں حُسینؑ
انصاف ہیں ، شعور ہیں ، تدبیر ہیں حُسینؑ

اعزاز و افتخارِ شہادت ہے اُنؑ کا نام
لوحِ جبیں پہ وقت کی تحریر ہیں حُسینؑ

آئی جو اُنؑ کی یاد تو ہر درد مِٹ گیا
ہر اِک مرض کے واسطے اِکسیر ہیں حُسینؑ

رہ کر حرم سے دُور حرم کو دیا ثبات
ہر بُت کدے میں نعرۂ تکبیر ہیں حُسینؑ

ہر عہدِ کربلا میں زمانے کے واسطے
صبر و رضا کی جاگتی تصویر ہیں حُسینؑ

ساتھ اپنے لے کے جائیں گے مجھ کو بھی اے ندیمؔ
خُلدِ بریں کے صاحبِ جاگیر ہیں حُسینؑ

کردارِ مُصطفیٰؐ کا ستارا حُسینؑ ہے
دینِ نبیؐ کے حفظ کا نعرہ حُسینؑ ہے

رنجِ عظیم تاجِ مُسلماں ، شعورِ حق
صبر و رضا کا ایک اِشارہ حُسینؑ ہے

کرب و بلا اُفق پہ مثالِ مہِ تمام
اللہ اور دین کا پیارا حُسینؑ ہے

سجدے میں سر حُسینؑ کا دیتا ہے یہ خبر
خُلدِ بریں کا ایک نظارا حُسینؑ ہے

تم کو ہو لازوال شہادت پہ تہنیت
کہہ کر نبیِ حق نے پُکارا حُسینؑ ہے

کوئی ڈبو سکے گا نہ انسانیت کی ناؤ
انسانیت کا ایسا سہارا حُسینؑ ہے

فانی جہان پیار کے قابل نہیں کبھی
اے دوستو! ہماری تو دنیا حُسینؑ ہے

ہر قلب کی صدا ہے پیامِ حُسینؑ ہی
ہر شخص کہہ رہا ہے ہمارا حُسینؑ ہے

یوں تو ہے کائنات میں سب کو عزیز وہ
مجھ کو ندیمؔ جان سے پیارا حُسینؑ ہے

چھیڑا ہے جب بھی تذکرہ زہراؑ سلام اللہ علیہا کے لال کا
مجھ کو جواب مِل گیا ہر اِک سوال کا

جب سے غمِ حُسینؑ سے نسبت مِری ہوئی
دل میں نہیں ہے شائبہ رنج و ملال کا

ہوتی ہے محوِ رقص جہاں روشنی مُدام
کیا ہو بیان اُس کے رُؤے جمال کا

چاروں طرف بہار کا موسم بکھر گیا
چہرہ جو دیکھا باغِ نبیؐ کے نہال کا

جس کو غنیم دیکھ کے یک سر لرز گئے
تھا کربلا میں حوصلہ تیرؑا کمال کا

کرب و بلا نے دی ہے تفکّر کو تازگی
محور ہے اُنؑ کا ذکر ہی میرے خیال کا

بخشا ہے ایسا حُسن خدائے قدیر نے
بے شک نہیں جواب تمھارے جمال کا

شبیرؑ کا تو غم ہے غمِ مُصطفیٰؐ مُدام
رکھتا ہوں دل میں داغ میں اُنؑ کے ملال کا

تھمتے نہیں ہیں آنکھ سے آنسو مِرے ندیمؔ
کرتا ہوں جب بھی ذکر محمدؐ کی آلؑ کا

زہرؑا کا کوئی چاند اگرچہ بچا نہیں
لیکن چراغِ دینِ محمدؐ بُجھا نہیں

اُس کو سکوں ملے گا نہ دونوں جہان میں
آلِ نبیؐ کے غم کا جِسے آسرا نہیں

بنتِ نبیؐ پہ ظلم جو رکھا گیا روا
تاریخ میں وہ ظلم کسی پر ہُوا نہیں

منکر جو آلؑ کا ہے وہ منکر نبیؐ کا ہے
ایسے کسی بھی شخص کی جانب خدا نہیں

فکرِ یزیدیت کو مِلا دائمی زوال
شُہرہ حُسینیتؑ کا کہاں پر ہُوا نہیں؟

توصیف ہو حُسینؑ کی جس کے کلام میں
کیسے کہوں وہ حرفِ سخن خوش نما نہیں

دائم وہ ظلمتوں میں رہے گا ، نہ بھولنا
دل جو غمِ حُسینؑ سے روشن ہُوا نہیں

جس میں جمالِ خیرالامؐم کی ہو روشنی
شبیرؑ کے سوا کوئی اور آئنہ نہیں

جب سے غمِ حُسینؑ مِرے دل میں ہے ندیمؔ
دیکھو تو غور سے مِرے دامن میں کیا نہیں

گُل زار ہے علیؑ کا تو زہراؑ کا پھول ہے
وہؑ وقت کا امام ہے ، سِبطِ رسولؐ ہے

مجھ کو بھی دل سے اُلفتِ سِبطِ رسولؐ ہے
دل میرا بھی حُسینؑ کے غم سے ملول ہے

پھیلی ہوئی فضا میں ، جو ہے ہر طرف شفق
تم دیکھتے نہیں ہو کہ زینبؑ ملول ہے

سیکھا ہے میں نے آپؐ کی سیرت سے یہ سبق
مُشکل رہِ وفا میں جو آئے قبول ہے

کوئی بھی اِس سے کر نہیں سکتا ہے انحراف
جو بھی حُسینؑ اِبنِ علیؑ کا اصول ہے

پیغام سے حُسینؑ کے تم بے خبر ہو کیوں؟
اُنؑ کا پیام صدق و وفا کا اصول ہے

مجھ میں بسا ہُوا ہے کچھ ایسے غمِ حُسینؑ
آنکھیں ہیں اشک تو دل بھی ملول ہے

رُتبہ ہے یہ حُسین علیہ السلام کا
فرزند ہے علیؑ کا یہ سِبطِ رسولؐ ہے

قربانی راہِ حق میں جو کسی نے اگر ہے دی
قُربانِی حُسینؑ کی بے شک وہ دھول ہے

پھیلی رہے گی نکہتِ شبیرؑ تا اَبد
گُل زارِ فاطمہؑ کا وہ اِک ایسا پھول ہے

ذکرِ حُسینؑ اِس لیے کرتا ہوں میں ندیمؔ!
اُنؑ کی وِلا ہی میرے سُخن کا حصول ہے

دِیں کی بقائے دائمی ، سِبطِ رسولؐ ہے
جو بھی دلیل اُس کے سوا ہے فضول ہے

پیشِ نگاہ جس کے رہے اُسوۂ حُسینؑ
دراصل ایسا شخص ہی بس بااصول ہے

یارب! غمِ حُسینؑ ہے سرمایہ اِک مِرا
یارب غمِ حُسینؑ ہی مجھ کو قبول ہے

یہ بھی شرف مِلا ہے محمدؐ کی آلؑ کو
جس کو بھی دیکھیے وہی جنت کا پھول ہے

شبیرؑ کی طرف ہیں سبھی بااصول لوگ
اُس سمت جو بھی شخص ہے وہ بے اصول ہے

پھر یاد آگئی ہے شہِؑ تشنہ کام کی
شاید اِسی لیے یہ مِرا دل ملول ہے

جب تک نہ ذکرِ شاہِ شہیداں لبوں پہ ہو
تب تک ہر ایک تذکرہ بالکل فضول ہے

قسمت پہ اُس کی رشک ہے ماہ و نجوم کو
جس کے نصیب میں ترے قدموں کی دُھول ہے

کیسے بیاں ہو شانِ شہِؑ کربلا ندیمؔ
نانا نبیؐ ، ہے باپ علیؑ ، ماں بتولؑ ہے

جہاں میں پھرتے ہیں جو لوگ سر اُٹھائے ہُوے
درِ حُسینؑ پہ آئیں وہ سر جھکائے ہُوے

غمِ حُسینؑ میں آنسو ہیں جھلملائے ہُوے
چراغ ہم نے یہ پلکوں پہ ہیں جلائے ہُوے

یہ واقعہ تو قیامت سے کم نہیں کہ حُسینؑ
جوان لاشوں کو کاندھوں پہ ہیں اُٹھائے ہُوے

غمِ حُسینؑ کو وہ کیسے بھول سکتے ہیں
غمِ حُسینؑ جو سینے سے ہیں لگائے ہُوے

بھلا وہ کیسے ترا ساتھ چھوڑ سکتے ہیں
جہانِ ظلم و ستم کے ہیں جو ستائے ہُوے

وہ جن کی آنکھوں میں ہیں آنسوؤں کے نذرانے
حقیقتاً ہیں وہی لوگ بار پائے ہُوے

جنھیں خدا کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں
کچھ ایسے دُکھ بھی ہیں آلِ نبیؐ اُٹھائے ہُوے

چلے ہیں قافلہ بن کر یہ عاشقانِ حُسینؑ
سلام پڑھتے ہُوے اور علم اُٹھائے ہُوے

ندیمؔ آج بھی شامل ہے قافلے میں ترے
حُسینؑ تیرا علَم ہاتھ میں اُٹھائے ہُوے

ہستی کو مُدام کر رہا ہوں
پابندِ نظام کر رہا ہوں

کربل میں قیام کر رہا ہوں
چاہت کو دوام کر رہا ہوں

ہر دَور میں شاہِ کربلا کو
میں اپنا اِمام کررہا ہوں

اللہ رِے تیری اِستقامت
جھک کے میں سلام کر رہا ہوں

اِک درسِ حیات ، کربلا ہے
تحریر یہ پیام کر رہا ہوں

کرتے ہیں جو عاشقانِ صادق
میں بھی وہی کام کر رہا ہوں

پھر دیکھیے حوصلہ سفر کا
تھک کر میں قیام کر رہا ہوں

اے کاش کہ وہ قبول کرلیں
خود کو میں غلام کر رہا ہوں

اے کاش کہ جاگ اُٹھے زمانہ
پیغام کو عام کر رہا ہوں

اشعار ندیمؔ منقبت کے
شبیرؑ کے نام کر رہا ہوں

بیان عظمتِ شبیرؑ کرتا رہتا ہوں
غمِ حُسینؑ کو تنویر کرتا رہتا ہوں

پیامِ عشق ہے دنیا میں خوابِ ابراہیمؑ
میں اُس کے خواب کی تعبیر کرتا رہتا ہوں

میں اپنی سوچ کے قرطاس پر بسااوقات
خیالِ شاہؑ کو تحریر کرتا رہتا ہوں

چراغِ کرب و بلا زندگی کا رہ بر ہے
میں اِس چراغ کو زنجیر کرتا رہتا ہوں

مجھے بھی اپنی حضوری میں کاش بُلوا لیں
میں اِس کے واسطے تدبیر کرتا رہتا ہوں

حُسینؑ اِبن علیؑ آپ کی محبت کو
میں لوحِ ذہن پہ تحریر کرتا رہتا ہوں

غمِ حیات کا دُنیا میں چارہ گر ہے حُسینؑ
غمِ حیات کی تفسیر کرتا رہتا ہوں

تمام حکمتِ علم و ہنر ہے کرب و بلا
سُو کربلا کی میں تشہیر کرتا رہتا ہوں

مدینہ و نجف و کربلا ہو میرا وطن
میں بار بار یہ تدبیر کرتا رہتا ہوں

میں اپنی فکر کو دے کر "ضیائے شبیریؑ"
خود اپنے قلب کی تطہیر کرتا رہتا ہوں

ندیمؔ شعر و سخن میں بڑی عقیدت سے
رقم حُسینؑ کی توقیر کرتا رہتا ہوں

○

میرا دل اور نظر، عشق ہے
میری جان اور سر عشق ہے

جس میں آباد ہیں اہلِ دل
وہ ''محبت نگر'' عشق ہے

میں اُدھر ہوں جدھر ہیں حُسینؑ
وہ اُدھر ہیں ، جدھر عشق ہے

میرے دل کا ، مِری روح کا
جذبۂ معتبر ، عشق ہے

سچ تو یہ ہے کہ میرے لیے
آپؐ کی رہ گذر عشق ہے

اِس کو روشن کرو قلب میں
اِک شئے معتبر عشق ہے

یہ ہر اِک دل کے بس کا نہیں
ایک فن ، اِک ہنر عشق ہے

غم اِدھر کوئی آتا نہیں
جب سے سینہ سپر عشق ہے

رات دن نور ، جس کا ندیمؔ
آفتاب و قمر عشق ہے

آ قاؐ کے نواسے کا جو غم دل میں مکیں ہے
یوں جانیے پھر دل کو کوئی غم ہی نہیں ہے

کیا اُنؑ سے بھی بڑھ کر کوئی خورشید جبیں ہے
شبیرؑ سے بڑھ کر بھی زمانے میں حَسیں ہے؟

ہے فخر بہت مجھ کو مِرے خانۂ دل پر
شبیرؑ کی اُلفت جو مِرے دل میں مکیں ہے

کیوں فخر نہ ہو تجھ کو کہ اے ''وادیِ کربل''
اعزاز بڑا ہے تُو شہادت کی امیں ہے

ایوانِ شہادت میں سرِ منصبِ عُظمیٰ
یہ نامِ حُسینؑ ابنِ علیؑ سرورِ دیں ہے

سردار شہیدوں کے حُسینؑ ابنِ علیؑ ہیں
اِس بات کا دنیا کے ہر انساں کو یقیں ہے

چوما ہے ندیؔم اِس نے شہیدوں کے لہُو کو
صد لائقِ تحسین یہ کربل کی زمیں ہے

کربلا کی فضا تا بہ ابد زندہ رہے گی
واللہ ندیؔم اِس کا مجھے دل سے یقیں ہے

تمام قوموں کا حال پڑھیے ، کہیں کوئی کربلا نہیں ہے
بہت سی صدیاں گزر گئی ہیں کوئی اضافہ ہُوا نہیں ہے

اگرچہ یہ بھی ہے اِک حقیقت کسی بھی شے کو بقا نہیں ہے
یزیدیت کو فنا ہے لیکن حُسینیت کو فنا نہیں ہے

یہ کربلا کتنی منفرد ہے ، عجیب ہیں واقعات اِس کے
نحیف کاندھے ، جوان لاشے کہیں بھی یہ حادثہ نہیں ہے

یہ معرکہ خیر و شر کا یونہی رہے گا قائم ، رہے گا دائم
ہے اِک تسلسل ازل سے جاری جو ختم اب تک ہُوا نہیں ہے

ہیں عہدِ حاضر میں بھی ہزاروں یزید، لاکھوں ہیں کربلائیں
صداقتیں ہیں ، حُسینیت ہے ، حُسینؑ اب دوسرا نہیں ہے

ہر ایک فکر و نظر کو مرعوب کر دیا ہے زرِ جہاں نے
ہے لب پہ نعرہ حُسینیت کا مگر حُسینیؑ وفا نہیں ہے

منافقت ہی منافقت ہے ، مخالفت ہی مخالفت ہے
بھرے جہاں میں کہیں بھی لیکن حُسینؑ سا باوفا نہیں ہے

ندیمؔ جتنے بھی دور آئیں گے ، جیسے بھی آئیں گے زمانے
کبھی کوئی کربلا بھی ہوگی؟ یقین اِس پر ذرا نہیں ہے

بُرائیوں سے چلن زندگی کا بھر جاتا
’’حُسینؑ خون نہ دیتے تو دین مَر جاتا‘‘

نہ دل سے کُفر کا اندیشۂ ضرر جاتا
جو کربلا میں نہ جاں سے کوئی گزر جاتا

نہ کربلا سے وہ نکلے بہ پاسِ حُرمتِ غم
وگرنہ سارا جہاں اُن کے خوں سے بھر جاتا

جو وہ شہید نہ ہو جاتا کربلا آ کر
تو کیا حُسینؑ یزیدِ لعیں سے ڈر جاتا؟

اگر نہ ہوتا اُنھیں سچ کی آب رُو کا پاس
تو کربلا بھی نہ ہوتی نہ کوئی سر جاتا

گزر کے جاں سے اَمر کر دیا حُسینؑ نے غم
اگر حُسینؑ نہ ہوتے تو غم بھی مَر جاتا

اگر تُو آلِ محمدؐ کی منقبت لکھتا
ترا کلام یقیناً نِکھر نِکھر جاتا

اے کاش میں بھی ترے ساتھ جنگ میں ہوتا
بلا سے راہِ صداقت میں میرا سر جاتا

ندیؔم دین کی خدمت کا حوصلہ لینے
تری طرف جو نہ جاتا تو وہ کدھر جاتا

میرے الفاظ میں شبیرؑ کا غم بولتا ہے
خوں بہ ہر جنبشِ تحریرِ قلم بولتا ہے

اپنی تاریخ بھی کرتا ہے رقم بولتا ہے
شاہِ کربلؑ کا تو ہر نقشِ قدم بولتا ہے

اہلِ حق اَمن کا پیغام سناتے ہیں فقط
خوف و دہشت کی زُباں جور و ستم بولتا ہے

وصفِ خوں ہے کہ ہر اِک شاہ کے لشکر کا جواں
دشمنوں سے بھی بہ اندازِ کرم بولتا ہے

غم سِوا ہو تو صدا آتی ہے اشکوں سے بھی
خون شامل ہو تو پھر چہرۂ غم بولتا ہے

اے حُسینؑ ابنِ علیؑ ، ریت کے ذرّوں پہ لکھا
دشتِ کربل میں تِرا نقشِ قدم بولتا ہے

اُن کے کردار نے بخشی ہے سعادت اُن کو
یعنی خاموش ہیں عباسؑ ، علَم بولتا ہے

دل بھی ہو جاتا ہے تاثیرِ الم سے بے خود
یوں عقیدت سے مِرا دیدۂ نم بولتا ہے

کربلا والوں کی عظمت کی گواہی دینے
خون میں ڈوبا ہُوا دشتِ الم بولتا ہے

حُرمتِ غم کا جسے ہوگیا عرفان ندیمؔ
پھر وہ آنکھوں سے بہت ہونٹوں سے کم بولتا ہے

رُک نہیں سکتا کسی سے بھی یہ بہتا پانی
’’یہ تو ہے حضرتِ شبیرؑ کا صدقہ پانی‘‘

اِس طرح دیدۂ افلاک سے برسا پانی
دشتِ احساس میں دیکھا گیا ، ہرجا پانی

سرخیِ عارض و لب عکسِ شہادت ہی تو ہے
عکسِ گردوں سے زمیں پر بھی ہے نیلا پانی

رہے خوش نودیِٔ اللہ پہ راضی ہردم
وہ اگر چاہتے تو کیسے نہ مِلتا پانی

اُف وہ مشکیزۂ عباسؑ ، بغیرِ بازو
کربلا یاد کرے جب پیے پیاسا پانی

تشنگیِ لبِ اصغرؑ سے ہُوا یہ ظاہر
کس کو معلوم کہ پیاسا تھا زیادہ پانی

کربلا میں تو زمانے کو دکھانا کچھ تھا
روکتا ورنہ کسی کے لیے دریا پانی

رب نے تاثیر وہ بخشی ہے زباں کو اُنؑ کی
وہ اگر چاہیں سمندر کا ہو میٹھا پانی

جب بھی پانی کو خیال آتا ہے پیاسوں کا ندیمؔ
شہر کا شہر ڈبو دیتا ہے بہتا پانی

اپنے سینوں میں جو شبیرؑ کا غم رکھتے ہیں
ہاں وہی اپنی عقیدت کا بھرم رکھتے ہیں

ظلم سے سب کو بچانے کا یہ دل میں جذبہ
سب سے بڑھ کر تو یہ اربابِ قلم رکھتے ہیں

خشک ہونٹوں پہ ہے ایماں کی طراوت جس کے
بس وہی تشنہ دہانی کا بھرم رکھتے ہیں

اُسوۂ حضرتِ شبیرؑ ہے کافی ہم کو
بس یہی اِک سببِ جاہ و حشم رکھتے ہیں

مرگِ ظُلمت کے لیے ، نور فشانی کے لیے
یاعلیؑ کہتے ہیں منبر پہ قدم رکھتے ہیں

ہے شہِ کرب و بلا سے جنھیں نسبت لوگو
دل میں وہ شوقِ شہادت بھی بہم رکھتے ہیں

کیسے سمجھیں گے وہ پیغامِ حُسینؑ ابنِ علیؑ
جن کے دل مُردہ ہیں جو دل میں صنم رکھتے ہیں

کیوں نہ حرفوں کو ملے میرے پذیرائی ندیمؔ
صدقۂ آلِ نبیؐ حُسنِ قلم رکھتے ہیں

اے امامِ حقؑ تِری اسلام داری کو سلام
کربلا میں تیری عمدہ شہ سواری کو سلام

پس حرم سے کربلا تک جو بھی اُن کے ساتھ تھے
اُن بہتّر (۷۲) دوستوں کی دوست داری کو سلام

دیکھیے تو رزم گاہِ حق و باطل میں امامؑ
اُن کے پیشِ عجز کو اور انکساری کو سلام

کربلا کو خون سے گُل زار کا منصب دیا
ریگ زارِ کربلا کی آبیاری کو سلام

شام کے دربار میں زینبؑ کا خطبہ خوب تھا
اُن حریمِ ناز کی اُس وضع داری کو سلام

کہہ رہے تھے جو ملائک سن رہا تھا مَیں ندیمؔ
نیزۂ کُفّار پر قرآں کے قاری کو سلام

جنابِ سیّدہ زینبِ عالیہ سلام اللہ علیہا

رسولِ پاکؐ کے مقصد کا نام ہے زینب سلام اللہ علیہا
حُسینیت کا مُقدس پیام ہے زینب سلام اللہ علیہا

ہر امتحان میں شرعِ نبیؐ کا پاس رہا
چراغِ منزلِ ہمّت مُدام ہے زینب سلام اللہ علیہا

اُنھی کی گردِ قدم ہے رِدائے شام و سحر
تمام حُسنِ شرافت کا نام ہے زینب سلام اللہ علیہا

اُنھی کے گھر میں ہے صوم و صلوٰۃ کا پرچم
ہدایتوں کا مکمّل نظام ہے زینب سلام اللہ علیہا

تمھارا نام میں لیتا ہوں احترام کے ساتھ
تمھارا نام ہی حُسنِ کلام ہے زینب سلام اللہ علیہا

خدا کی راہ میں قربان کر دیا سب کچھ
کہ تیری آلؑ کو بے شک دوام ہے زینب سلام اللہ علیہا

ہے ذات اُس کی صداقت کا آئنہ خانہ
مِری نظر میں ہمہ جلوہ فام ہے زینب سلام اللہ علیہا

حیاتِ حضرتِ زینب س ہے روشنی کی طرح
جہاں میں پیکرِ صد احترام ہے زینب سلام اللہ علیہا

ندیمؔ! جانِ فصاحت وہ کیوں نہ کہلائے
جہاں میں مظہرِ شیریں کلام ہے زینب سلام اللہ علیہا

جنابِ سیّدہ زینبِ عالیہ سلامُ اللہ علیہا

صبر کی پاس دار ہیں زینب سلام اللہ علیہا
عَزم کا کوہ سار ہیں زینب سلام اللہ علیہا

سب ہی کا اعتبار ہیں زینب سلام اللہ علیہا
روشنی کا مِنار ہیں زینب سلام اللہ علیہا

کوئی شکوہ نہیں مُقدّر سے
کِس قدر بُردبار ہیں زینب سلام اللہ علیہا

خود حیا کو بھی رشک آتا ہے
اِتنی عِفّت شِعار ہیں زینب سلام اللہ علیہا

سارے گھر کی ہیں رونقیں اُن سے
بھائی کی راز دار ہیں زینب سلام اللہ علیہا

دشمنوں پر اثر ہو کیا اِس کا
کِس قدر سوگوار ہیں زینب سلام اللہ علیہا

عمر گزری حیا کے پردے میں
کس قدر پردہ دار ہیں زینب سلام اللہ علیہا

سارے ہی اہلِ بیت کہتے تھے
کس قدر جلوہ بار ہیں زینب سلام اللہ علیہا

باغِ اِسلام میں ریاض ندیمؔ
آمدِ نوبہار ہیں زینب سلام اللہ علیہا

جنابِ سیّدہ زینبِ عالیہ سلامُ اللہ علیہا

جب ہوئی میری رسائی آپ سلام اللہ علیہا کے دربار تک
آپ سلام اللہ علیہا کی برکت ہے میری قسمتِ بے دار تک

شانِ بنتِ زہراؑ کی کیا پوچھتے ہو دوستو!
روشنی ہونے لگی ہے روح کے آثار تک

با اَدب ہوکر وہاں بھی میرا کہہ دینا سلام
تم اگر پہنچو مزارِ زینبِ سلام اللہ علیہا ضوبار تک

قتل گاہِ کربلا میں وہ شہیدانِ کرام
یاد ہے زینب سلام اللہ علیہا کو اُس کی ہرلہو کی دھار تک

جو گُلستانِ اِمامت سے ہُوا ہے ضوفشاں
خوش نصیبی سے میں پہنچا ہوں اُسی دربار تک

آپ سلام اللہ علیہا کے ارشادِ عالی کا ہُوا ایسا اثر
ہل گئے دربارِ باطل کے در و دیوار تک

زینبِؑ خستہ جگر پر یہ بھی گزرا واقعہ
کربلا سے چل کے پہنچیں شام کے بازار تک

اللہ اللہ وہ مزارِ سیّدہ زینبؑ کا نور
آنکھ سے اُترا ہے میری روح کے آثار تک

جب عقیدت سے مَیں اُنؑ کا ذکر کرتا ہوں ندیمؔ
شاملِ آواز ہوتے ہیں دَر و دیوار تک

حضرتِ عباسؓ غازی علم بردار

حضرتِ عباس غازی ہے ، بلند اطوار ہے
پانی لینے کو چلا تنہا ، بڑا جی دار ہے

جس پہ نازاں ہے وفا ، عباس کا کردار ہے
اُس کا عزمِ بے کراں تاریخ میں ضوبار ہے

سامنے دشمن کے جس نے ہاتھ پھیلائے نہیں
صاحبِ کردار ہے ، وہ صاحبِ پندار ہے

جن چراغوں سے فروزاں تھا مِرا ماضی کبھی
اُن چراغوں کا اُجالا آج بھی درکار ہے

بازوے ابنِ علی حیدرؓ بنا وہ مردِ نیک
اُس کا یہ طرزِ عمل اسلام کا شہ کار ہے

حضرتِ عباسؓ بھی علم و یقیں کی راہ میں
مومنیں کے قافلے کا قافلہ سالار ہے

اُس کو مشکیزہ اُٹھا کے دیکھ کے بولے مَلَک
پیکرِ انوار ہے وہ عزم کا کُہ سار ہے

دشمنوں کے خوف نے روکے نہیں اُس کے قدم
وہ جَری اِبن جَری ہے صاحبِ کردار ہے

اُس جَری کی عظمت و ہمت بھلا سکتا ہے کون
شاہؑ کے جو قافلے کا اِک علم بردار ہے

کل بھی میں تسلیم کرتا تھا قیادت دوستو
حضرتِ عباسؓ میرا آج بھی سردار ہے

اُس کی عظمت کو بھلا سکتے ہیں کیسے، ہم ندیمؔ
اُس کا کردار و عمل چاہت کا اِک معیار ہے

سیّدالساجدین جنابِ زین العابدینؓ

کتنا عالی ظرف لوگو عابدِ بیمار ہے
عزم کا پیکر ہے لیکن صبر کی تلوار ہے

نبض کی رفتار جس کی ، وقت کی رفتار ہے
صاحبِ گفتار ہے وہ صاحبِ کردار ہے

جو بھی پیرو کار کہلاتے ہیں آلِ پاک کے
سب ہی کہتے ہیں کہ زین العابدیں سردار ہے

ہے بہ ظاہر ضُعف کا اور ناتوانی کا شکار
عزم و ہمت میں مگر وہ حیدرِ کرارؑ ہے

ہم نمایاں شان سے ہیں جانبِ منزل رواں
حضرتِ عابد ہمارا قافلہ سالار ہے

اِس میں کوئی شک نہیں سب جانتے ہیں اہلِ دل
جن کو اُن سے پیار ہے بس اُن کا بیڑا پار ہے

صدقۂ آلِ نبیؐ مجھ پر کرم فرمایئے
ہر قدم پر زندگی کا راستہ دشوار ہے

آخرت میں منزلِ مقصود وہ پا جائیں گے
جن کو اِن سے ہے محبت جن کو اِن سے پیار ہے

درحقیقت اُس کے سر پر بھی امامت کا ہے تاج
اُمّتِ مسلم کا زین العابدینؓ سردار ہے

تم پہ لازم ہے کرو توصیف تم اُس کی بیاں
اے ندیمِ باوفاؔ یہ عابدِ بیمار ہے

درحقیقت یہ بھی زین العابدینؓ کا فیض ہے
یہ ندیؔمِ بے نوا جو صاحبِ گفتار ہے

حضرت امام جعفر صادقؓ

روایت ہے، کہ سیرت پیش کرتے تھے پیمبرؐ کی
جہاں والے عبادت دیکھ کر کہتے تھے جعفرؓ کی

خدا کے خوف سے آنکھوں سے ایسے اشک بہتے تھے
روانی دیکھ کر حیران ہوتے تھے سمندر کی

امامِ جعفرِ صادقؓ سے ہم کو یوں محبت ہے
محبت جس طرح دل میں ہمارے ہے بہتّرؓ کی

اماموںؓ میں سبھی ہم کو ہیں دل سے جان سے پیارے
مگر کچھ بات ہوتی ہے الگ ماہِ منور کی

نیازِ حضرتِ جعفرؓ دلا کر تو ذرا دیکھو
تمھاری قسمتیں ہوں گی مقدر کے سکندر کی

جنابِ جعفرِ صادقؓ کی نسبت سے دعا مانگو
مِرے کانوں میں آتی ہے صدا غیبی قلندر کی

ہے میرے سر پہ سایہ اُن کی نسبت کا ندیمؔ ایسے
زمیں پر جس طرح سے روشنی پڑتی ہے امبر کی

سیّدنا علی اکبرؑ

کوئی تیرا نہیں جواب اکبرؑ
وقت کا تُو ہے ماہ تاب اکبرؑ

کربلا کے خزاں کے موسم میں
لُٹ گیا گلشنِ شباب اکبرؑ

لے چلے تُجھ کو کربلا والے
کر لیا تجھ کو انتخاب اکبرؑ

تیرا طرزِ عمل ہے حق کا ظہور
تجھ سے دنیا کی آب و تاب اکبرؑ

ذکر کرنا ترا ہے نیک عمل
یاد کرنا تجھے ثواب اکبرؑ

غور سے دیکھیے تو ظاہر ہو
چاند دنیا ہے آفتاب اکبرؑ

کوئی ثانی نہیں زمانے میں
حُسن رکھتا ہے لاجواب اکبرؑ

تاب تھی کِس میں دیکھنے کی بھلا
اللہ اللہ ترا شباب اکبرؑ

بے مثال اُس کی ذات ہے بے شک
ہے جوانوں میں انتخاب اکبرؑ

وہ شہیدوں کے خوں سے رنگیں ہے
جس چمن کا ہے تُو گلاب اکبرؑ

جس کو پیہم ندیمؔ پڑھتا ہے
وہ ہدایت کی ہے کتاب اکبرؑ

سیّدنا علی اصغرؑ

تُو ہر آئینے کی تصویر اصغرؑ
تُو ہے ہر خواب کی تعبیر اصغرؑ

تیرا ننھا سا پُرانوار پیکر
سراسر نعرۂ تکبیر اصغرؑ

ہے بیاں آج بھی مجلس بہ مجلس
تیرے حلقوم کی تفسیر اصغرؑ

تُو وہ غنچہ ہے جو گُل بن نہ پایا
تیرا غم کرتا ہے دل گیر اصغرؑ

تھا پتھر کا کلیجہ اُس لعیں کا
تھا مارا جس نے تجھ پر تیر اصغرؑ

تیرا غم دائمی غم ہوگیا ہے
تیرا غم دل میں ہے تحریر اصغرؑ

ہے ترے نام کی حرمت جو قائم
ہے سارے بچوں کی توقیر اصغرؑ

جمال آرا خیالوں میں بھی تُو ہے
دلوں میں ہے تِری تصویر اصغرؑ

بھَلا اب کیوں نہ نُدرت ہو بیاں میں
ہے میرے شعر کی تاثیر اصغرؑ

ندیؔم اشعار روشن ہو چلے ہیں
یقیناً اِن کی ہے تنویر اصغرؑ

حضرت مُسلم بن عقیلؓ

تم تھے سیدھے سادے سے انسان مُسلم بن عقیلؓ
تم سے راضی ہو گیا رحمٰن ، مُسلم بن عقیلؓ

تم حُسینی تھے حُسینؑ ابنِ علیؑ کے تھے سفیر
ہو گئے تم دین پر قربان مُسلم بن عقیلؓ

لکھ کے خط تم کو بلایا دھوکا دینے کے لیے
کوفے والوں کے تھے تم مہمان مُسلم بن عقیلؓ

اپنے مقصد میں ہوئے تم کام یاب و سرخ رو
کوفیوں کے رہ گئے ارمان ، مُسلم بن عقیلؓ

دینِ احمد کے لیے تم نے لُٹا دی جان تک
کر دیا تھا تم نے سب کچھ دان مُسلم بن عقیلؓ

کون تھا جو جان پر یوں کھیل کر پاتا نجات
تم نے رکھا ہے ہمارا مان مُسلم بن عقیلؓ

منقبت کا پیش نذرانہ ہے مِن جانب ندیمؔ
تم ہماری آن ہو تم شان ، مُسلم بن عقیلؓ

اِتنے نوحے چشمِ تر سے پیاس پر لکھے گئے
تشنگی اب بھی ہے باقی مختصر لکھے گئے

اُس طرف تیر و سِناں تیغ و تبر لکھے گئے
اور اِدھر بس قافلے والوں کے سر لکھے گئے

اُنؑ کی اُلفت سے کسی کا قلب بھی خالی نہیں
سب کے دل اُنؑ کی محبت ہی کا گھر لکھے گئے

کربلا میں ہونے والے سب شہیدانِ وفا
کس قدر باظرف کتنے معتبر لکھے گئے

ہے نمایاں اِن میں سب سے کربلا کا واقعہ
جس قدر بھی واقعاتِ خیر و شر لکھے گئے

گردشِ ایّام سے وہ نقش مٹ سکتے نہیں
خون سے جو کربلا کی ریت پر لکھے گئے

ہر دلِ تاریک جلوہ آشنا اُنؑ سے ہُوا
ہر دلِ تاریک میں وہ جلوہ گر لکھے گئے

جذبۂ ایثار و الفت کے صِلے میں ہم ندیمؔ
بے ہنر ہوتے ہوئے اہلِ ہنر لکھے گئے

جنابِ سیّدہ بی بی سکینہ سلام اللہ علیہا

کربل کا ہو کس مُنہ سے بیاں ہائے سکینہ سلام اللہ علیہا
اُٹھتا ہے ہر اِک دل سے دھواں ہائے سکینہ سلام اللہ علیہا

ہر دل ہے ترے غم کا نشاں ہائے سکینہ سلام اللہ علیہا
ہے یاد ہمیں تیری فُغاں ہائے سکینہ سلام اللہ علیہا

جلتے ہوے خیموں کا بیاں کیسے رقم ہو
ہر شخص کے تھا وردِ زباں ، ہائے سکینہ سلام اللہ علیہا

تھی ڈوبی ہوئی ساری فضا رنج و الم میں
خود روتے رہے تیر و کماں ہائے سکینہ سلام اللہ علیہا

جس طرح برستے ہیں گرجتے ہوئے بادل
بانو رہی یوں گِریہ کناں ہائے سکینہ[سلام اللہ علیہا]

افسوس تری پیاس کو میں نے نہ بجھایا
عباسؑ کا کہتا تھا نشاں ہائے سکینہ[سلام اللہ علیہا]

آجاتی ہے جس وقت تری تشنہ لبی یاد
اُٹھتا ہے مِرے دل سے دھواں ہائے سکینہ[سلام اللہ علیہا]

ہے قلبِ ندیؔم آج یوں گریاں سرِ محفل
دکھلائے کِسے دردِ نہاں ہائے سکینہ[سلام اللہ علیہا]

جنّت کا یہ آرام شہیدوں کے لیے ہے
کیا خوب یہ پیغام شہیدوں کے لیے ہے

اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اِس کو
واللہ! جو اکرام شہیدوں کے لیے ہے

یٰسیں کے چمن سے جو گزرتی ہیں ہَوائیں
وہ کیف فزا جام شہیدوں کے لیے ہے

قرآن میں لکھّا ہے غذا ملتی ہے اِن کو
قدرت کا یہ اِنعام شہیدوں کے لیے ہے

مخصوص ہے جو اہلِ وفا کے لیے سُن لو
وہ پنج تنی جام شہیدوں کے لیے ہے

زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے وہ تا ابد
رزقِ خدا مُدام شہیدوں کے لیے

اللہ کی رحمت کا ہے وہ جامِ دوامی
اللہ کا وہ جام شہیدوں کے لیے ہے

کربل کے شہیدوں کا تو رُتبہ ہی الگ ہے
بے شک ہر اِک انعام شہیدوں کے لیے ہے

اُن کو میدانِ حشر بھی خوف و خطر نہیں
جنّت ہی بس مقام شہیدوں کے لیے ہے

حق بات پہ ڈٹ جانا ندیمؔ اُن کا ہی شیوہ
آسان تو یہ کام شہیدوں کے لیے ہے

ہے خاکِ فرش عرش نُما خاکِ کربلا
اِس کا ثبوت تُو نے دیا خاکِ کربلا

بے وجہ قدر کرتا نہیں ہے تِری جہاں
ہے کچھ نہ کچھ تو تجھ میں چھپا خاکِ کربلا

تیری زمیں فداے خدا کی بنی امیں
تیرا صِلہ ہے تجھ میں شفا خاکِ کربلا

جاری رہے گا ذکر شہیدوں کا تا ابد
پنہاں ہے تجھ میں رازِ بقا خاکِ کربلا

پیغام جو مِلا ہے تری خاکِ پاک سے
رکھّے گی یاد خلقِ خدا خاکِ کربلا

اِس پر کیا ہے آخری سجدہ حُسینؑ نے
کرتی رہے گی حمد و ثنا خاکِ کربلا

ہر درد کا علاج سمجھتی ہے تجھ کو خلق
ہے تیری خاک خاکِ شفا، خاکِ کربلا

عظمت کا تیری آخری سجدہ ہے اِک سبب
مجھ کو بس اتنا یاد رہا خاکِ کربلا

ہے معترف ندیمؔ زمانے کے ساتھ ساتھ
تُونے دیا ہے درسِ اَنا خاکِ کربلا

○

اگرچہ عہدِ رفتہ کی ہے ہر ایک بات کربلا
مگر ہمارے عہد کے ہیں واقعات کربلا

ہر اِک صفت ہے کربلا، ہے بات بات کربلا
یقین ہے ہر ایک کا حَسیں ثبات کربلا

بنالیا ہے ہم نے مقصدِ حیات کربلا
کہ دن بھی کربلا ہے اپنا اور ہے رات کربلا

حکومتیں ہیں خواب میں عوام ہیں عذاب میں
نہ جانے دکھ سے دے گی کب ہمیں نجات کربلا

ہے کربلا کا ذکر روز و شب ہمارے درمیاں
قدم قدم ہے کربلا ہے بات بات کربلا

خدا کرے کہ اب کوئی شکارِ کج روی نہ ہو
نہ پاسکے کسی بھی عہد میں ثبات کربلا

اُسے حیات مِل گئی اُسے ثبات مل گیا
کہو ہے فتحِ دائمی نہیں ہے مات کربلا

شہید سب ہیں خُلد میں حساب کے بغیر ہی
ندیؔم ہے دراصل ایک پل صراط کربلا

شامِ غریباں

ہر اِک پہ ہُوا تیرا اثر شامِ غریباں
شامل ہے تیرے غم میں سحر شامِ غریباں

ہے نور کی اِک راہ گزر شامِ غریباں
کرتی ہے ہر اِک دل میں سفر شامِ غریباں

ہر شام و سحر ذکر ترا کرتے رہیں گے
اب ہم کو نہیں موت کا ڈر شامِ غریباں

آئے گا اگر حرف کوئی ذات پہ تیری
بن جائے گا ایمان سِپر شامِ غریباں

آئے گا نظر اور کہاں ظلم و ستم یہ
خیموں سے نکلتے ہیں شرر شامِ غریباں

میں روشنیِ حضرتِ شبیرؑ ہوں چُنتا
تُو نے یہ سکھایا ہے ہنر شامِ غریباں

کچھ اِس طرح سے نقش ہوئی غم کی داستاں
بھولے نہیں ہیں اہلِ نظر شامِ غریباں

ہے شامِ غریباں تُو مِرے قلب کی آواز
دیتی ہے ہمیں اُن کی خبر شامِ غریباں

شبیرؑ کا غم پھیلا ہُوا ہے سرِ عالم
جس سمت بھی دیکھو ہے اُدھر شامِ غریباں

اُس کو ملی ہے عزّت و شُہرت جہان میں
جس کی بنی متاعِ ہُنر شامِ غریباں

روشن رہے گی تا بہ ابد ہم کو ہے یقیں
تاریخ میں ہے رشکِ قمر شامِ غریباں

دل میرا ندیؔم آئنہ خانہ ہے وفا کا
دل میرا ہے اور میری نظر شامِ غریباں

دل میں ندیؔم کے ہے تری یاد جب تلک
تب تک رہے گی خاک بسر شامِ غریباں

پھر یاد آ رہی ہے شہیدوں کی اے ندیؔم
دُہرا رہا ہوں بارِ دگر شامِ غریباں

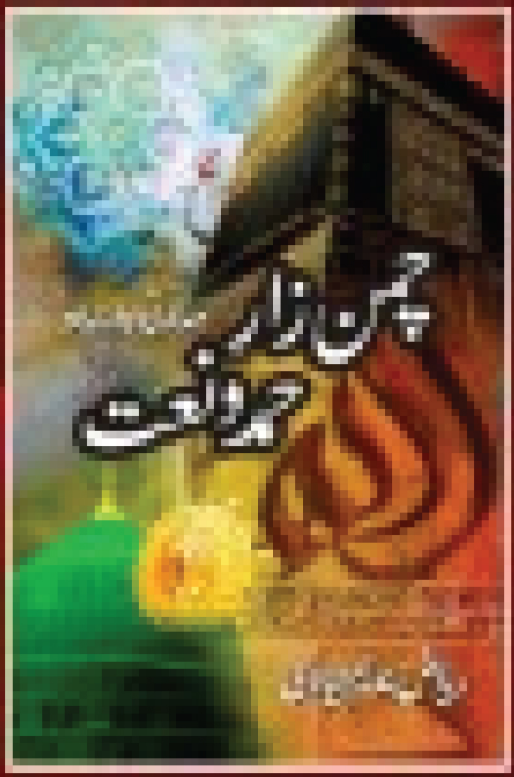

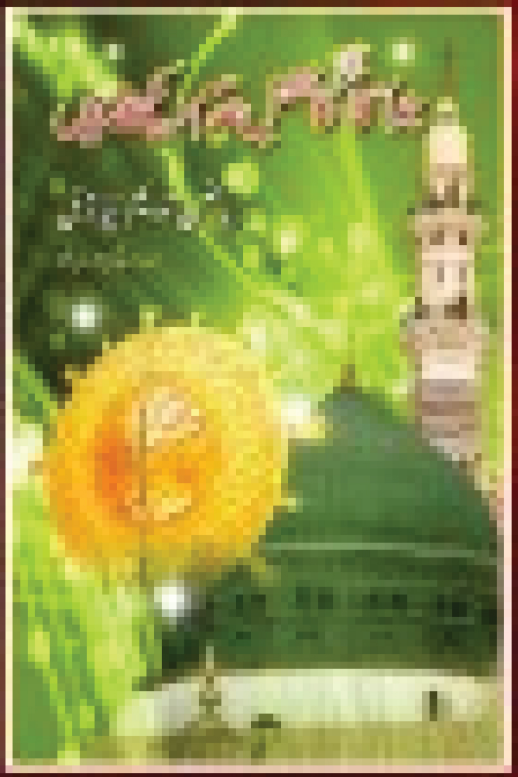

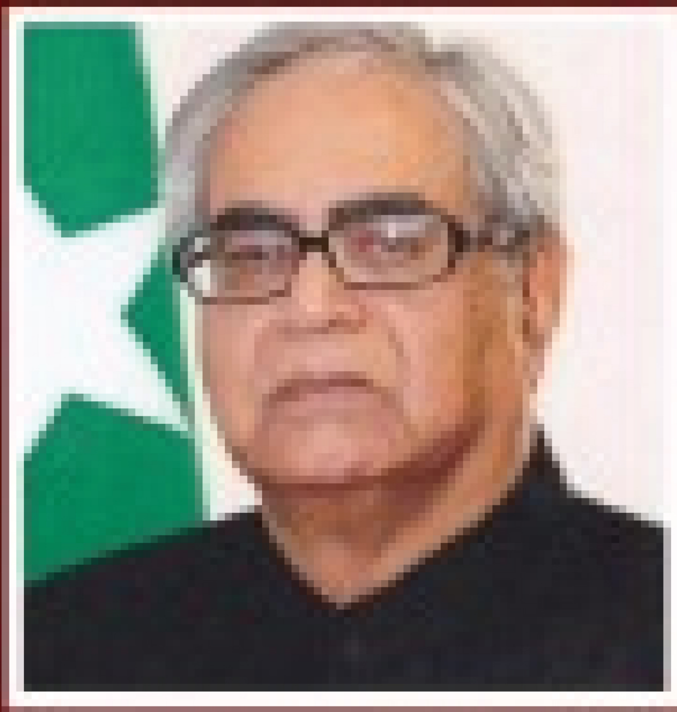

ریاض ندیم نیازی کا نتیجۂ فکر مجموعۂ گل ہائے عقیدت ''گل زارِ اہلِ بیتؑ'' خاصے کی چیز ہے۔ موضوع کی مقررہ حدود میں رہتے ہوئے ایک ایک مضمون کا پھول سو سو رنگ سے باندھا گیا ہے۔ سبحان اللہ! کیا روانی ہے، کیا خلوص ہے، کیا جذبہ ہے۔ دریائے عقیدت بہتا چلا جا رہا ہے۔ جذبات کی لہریں ہیں، احساسات کے ہلکورے ہیں، خیالات کا تموج ہے مگر بہاؤ کی تیزی کناروں کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ رفتارِ آب سیلاب میں تبدیل نہیں ہوتی۔ بہت سنبھل کر، بہت بچ کر، پوری احتیاط کے ساتھ، حفظِ مراتب اور شان و مقام کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک ایک لفظ کا انتخاب۔ جو ذرہ جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے۔

میرا ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے کہ اللہ کریم کے منتخب بندوں کی مدح و ستائش اس کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ سعادت کا ملنا اذن و اجازت سے مشروط ہوتا ہے۔ خانوادۂ نور کی قدسی صفات بارگاہوں میں عقیدت کے یہ نذرانے قبول ہو جائیں تو سمجھیں کہ یہ دنیا و آخرت کے لیے بڑی دولت ہاتھ آئی۔ اللہ کریم توفیق ارزانی کرے گا اور اسی طرح ان کو دامانِ اہلِ فضیلت سے وابستہ رکھے گا۔

افتخار عارف

ریاض ندیم نیازی کے اس مجموعے ''گل زارِ اہلِ بیتؑ'' کا غائر مطالعہ یقیناً متعدد علمی، ادبی اور فنی جہات روشن کرنے کا باعث بنے گا لیکن ایک عام قاری کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ ریاض ندیم نیازی کے تحت کلامِ مدحت میں یہ کتاب اچھا اضافہ ہے بلکہ میں تو ایک قدم آگے بڑھ کر یہ بھی کہوں گا اردو ادب میں یہ مجموعہ ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ اس نوع کی تحریروں کا ہر نیا جائزہ یقیناً ''گل زارِ اہلِ بیتؑ'' کے تذکرے سے مزین ہوگا۔

پھر یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ مصنف نے مذکورہ موضوعاتِ مدحت کے حوالے سے محض چند تخلیقات پیش نہیں کیں بلکہ ادبی دنیا کو متعدد مربوط اور مبسوط مجموعے عطا کیے ہیں اور اس کے علاوہ اہم بات یہ کہ ان کے پاس مقدار کے علاوہ معیار بھی ہے۔

کیپٹن (ر) پرویز احمد چانڈیو